﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا*﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۱۹ مئی ۱۹۹۵ء شمارہ ۲۰

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دوسروں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنا اور بے جاطور پر مال اکٹھا کرنا اور اسباب پر ہی گرے رہنا بہت بری بات ہے

"شیخ سعدی لکھتے ہیں کہ ایک بادشاہ کو ناروا کی بیماری تھی۔ اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ کریم مجھے شفا بخشے تو میں نے جواب دیا کہ آپ کے جیل خانہ میں ہزاروں بے گناہ قیدی ہوں گے ان کی بددعاؤں کے مقابلہ میں میری دعاء کب سنی جا سکتی ہے۔ تب اس نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر وہ تندرست ہو گیا۔ غرض خدا کے بندوں پر اگر رحم کیا جاوے تو خدا بھی رحم کرتا ہے۔ جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں ان پر اللہ اور اس کے رسولؐ کو بھی رحم آ جاتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنا اور بے جا طور پر مال اکٹھا کرنا اور اسباب پر ہی گرے رہنا بہت بری بات ہے"۔

فرمایا: "گو اعادہ کلام کا ہوتا ہے مگر چونکہ غفلت لگی ہوئی ہے ایک طرف وعظ و نصیحت سنی جاتی ہے اور دل میں تقویٰ حاصل کرنے کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے مگر پھر غفلت ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے۔ ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہئے۔ اس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ وہ ایک دم میں فنا کر سکتا ہے۔ طرح طرح کے دکھ اور مصیبتیں موجود ہیں۔ بے خوف اور نڈر ہونے کا مقام نہیں۔ اس دنیا میں بھی جہنم ہو سکتا ہے اور بڑے بڑے مصائب آ سکتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی کسی کی مصیبت میں کام نہیں آ سکتا اور کوئی شریک ہمدردی نہیں کر سکتا جب تک خدا خود دستگیری نہ کرے اور اپنے فضل سے آپ اس مصیبت کو دور نہ کرے۔ اسی واسطے ہر ایک کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ علاقہ رکھے۔

جو شخص جرات کے ساتھ گناہ، فسق و فجور اور معصیت میں مبتلا ہوتا ہے وہ خطرناک حالت میں ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا عذاب اس کی تاک میں ہوتا ہے۔ اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو اور وہ سب باتیں جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوف الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بن جاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے تب وہ لوگ بچا لئے جاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں۔ ایسے وقت ان کی نافرمانی انہیں ہلاک کر دیتی ہے اور ان کا تقویٰ انہیں بچا لیتا ہے۔ انسان اپنی چالاکیوں، شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ کوئی انسان بھی نہ اپنی جان کی حفاظت کر سکتا ہے نہ مال و اولاد کی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہئے اور پھر اس تعلق کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ عقلمند انسان وہی ہے جو اس تعلق کو محفوظ رکھتا ہے اور جو اس تعلق کو محفوظ نہیں رکھتا وہ بے وقوف ہے۔ جو اپنی چترائی پر نازاں ہے وہ ہلاک کیا جائے گا اور کبھی بامراد اور کامیاب نہیں ہو گا۔ دیکھو یہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں نظر آ رہا ہے اتنا بڑا کارخانہ کیا یہ خدا تعالیٰ کے پوشیدہ ہاتھ کے سوائے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

یاد رکھو جو امن کی حالت میں ڈرتا ہے وہ خوف کی حالت میں بچایا جاتا ہے اور جو خوف کی حالت میں ڈرتا ہے تو وہ کوئی خوبی کی بات نہیں۔ ایسے موقعہ پر تو کافر مشرک بے دین بھی ڈرا کرتے ہیں۔ فرعون نے بھی ایسے موقعہ پر ڈر کر کہا تھا۔ "آمنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل و انا من المسلمین" (یونس: ۹۱)۔ اس سے صرف اتنا فائدہ اسے ہوا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرا بدن تو ہم بچا لیں گے مگر تیری جان کو اب نہیں بچائیں گے .... غرض جب گناہ اور معصیت کی طرف انسان ترقی کرتا ہے تو پھر "لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون" (الاعراف: ۳۵)۔ والا معاملہ ہوتا ہے۔ جب اجل کی بلا آ جاتی ہے تو پھر آگے پیچھے نہیں ہوا کرتی۔ انسان کو چاہئے کہ پہلے ہی سے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھے"۔

(ملفوظات جلد ۹ [مطبوعہ لندن] صـ ۳۶۹، ۳۷۰)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا ایک بنیادی مقصد تعلیم و تدریس ہے اور احباب جماعت احمدیہ کی خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف پروگراموں میں بنفس نفیس تعلیم و تدریس کا فریضہ ادا فرماتے ہیں۔ کچھ پروگرام تو "ملاقات" کی ذیل میں آ جاتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو دیگر عناوین کے تحت ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم پروگرام "حضور کے ساتھ زبانیں سیکھئے" کا ہے۔ نہایت بے تکلفانہ انداز میں اردو سکھانے کا یہ پروگرام بہت ہی جاذب نظر اور مفید پروگرام ہے۔ جس سے سب احمدیوں کو اور خاص طور پر مغربی دنیا میں رہنے والے احمدی گھرانوں کو بھرپور استفادہ کرنا چاہئے تاکہ ان کے بچے مقامی ملکی زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو بھی سیکھ لیں اور احمدیہ لٹریچر اور حضور انور کے خطابات و ارشادات سے براہ راست استفادہ کر سکیں۔

گزشتہ ہفتہ کی "ملاقات" کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

ہفتہ ۲۹ اپریل ۱۹۹۵ء.

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بچوں کے ساتھ مجلس ہوئی۔ جس میں آپ نے طارق بن زیاد کے فتح سپین کے حالات بیان فرمائے۔

اتوار ۳۰ اپریل ۱۹۹۵ء.

گیمبیا کے مسلمان اساتذہ کے گروپ سے سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں حسب ذیل سوالات کئے گئے۔

☆ اسلام میں مختلف فرقے کیوں ہیں اور یہ فرقے کس غرض سے قائم کئے گئے ہیں؟

☆ ڈارون کے نظریہ ارتقاء کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے۔ کیا اسلامی نقطہ نظر سے یہ درست ہے؟

☆ اسلام میں فرمانبرداری (Submission) سے کیا مراد ہے؟

☆ مسئلہ تقدیر کی کیا حقیقت ہے؟

☆ تشدد اور خون خرابہ اس دور میں اسلام کے ساتھ لازم و ملزوم سمجھا جانے لگا ہے۔ ہم مسلمان اس دھبہ کو کیسے دور کر سکتے ہیں؟

☆ عیسائی یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر فوت ہو گئے ہیں۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ ان کو خدا تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ اصل حقیقت کیا ہے؟

☆ ختم نبوت کی حقیقت کیا ہے؟

سوموار، منگل۔ یکم و ۲ مئی ۱۹۹۵ء.

حسب معمول ان دو دنوں میں علی الترتیب ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۷۹ اور ۸۰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لیں۔

بدھ ۳ مئی ۱۹۹۵ء.

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پروگرام کے مطابق ترجمۃ القرآن کی کلاس نمبر ۵۳ لی جس میں سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۰ تا ۳۳ کا ترجمہ و مختصر تفسیر بیان فرمائی۔

جمعرات ۴ مئی ۱۹۹۵ء.

آج ترجمۃ القرآن کی کلاس نمبر ۵۴ ہوئی جس میں سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ تا ۳۴ کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ترجمہ و تفسیر بیان فرمائی۔ ان آیات پر غیروں کی طرف سے تین اعتراضات کئے جاتے ہیں۔

(۱) اسلام میں مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے

(۲) عورت کو مرد کا ہر حکم ماننا ضروری ہے۔

(۳) عورتوں کو مارنے کی اجازت ہے۔

ان تینوں اعتراضات کا حضور انور نے تفصیلی جواب دیا اور اسلامی تعلیم کی وضاحت فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۵ مئی ۱۹۹۵ء.

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عام سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں حسب ذیل سوالات کئے گئے۔

☆ کیا انسان کے نام کا اس کے کردار اور شخصیت پر اثر ہوتا ہے؟

☆ اوکلاہاما (امریکہ) میں ہونے والے حادثہ کے بعد بعض ہلاک ہونے والے معصوم بچوں کے والدین نے یہ سوال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے معصوم بچوں کے ساتھ اس قسم کے سلوک کی اجازت کیوں دی؟ حضور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

☆ بعض مسلمان اپنے نکاح پر ۳۲ روپے حق مہر رکھتے ہیں۔ اس کی کیا بنیاد ہے؟

☆ ایک عیسائی نے سوال کیا کہ احمدیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ احمدیت ہی صحیح اور حقیقی اسلام کا پیغام دیتی ہے تو کیا مسلمان ہونے کے بعد ہمیں اپنے انبیاء کو چھوڑنا پڑے گا؟

☆ نماز میں تشہد پر انگلی اٹھائی جاتی ہے۔ کیا یہ انگلی سارے تشہد کے دوران اٹھائے رکھنی چاہئے یا صرف تشہد کے پڑھتے وقت اور اس کی کیا وجہ ہے؟

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

وی۔ ای۔ ڈے

اس ماہ کے پہلے عشرہ میں یورپ بھر میں وی۔ ای۔ ڈے کے سلسلہ میں مختلف تقریبات منعقد ہوئیں۔ یہ تقریبات دراصل آج سے پچاس سال قبل ۱۹۴۵ء میں جنگ عظیم میں برطانیہ اور اتحادی فوجوں کے مقابل پر ہٹلر کی فوجوں کی شکست اور ان کے ہتھیار ڈالنے پر یورپ میں جنگ عظیم کے خاتمہ اور امن کے قیام کی خوشی میں منائی گئیں۔ اس موقعہ پر منعقد ہونے والی تقریبات میں جہاں اس جنگ میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں کی قربانیوں کو یاد کر کے انہیں خراج عقیدت پیش کیا گیا، وہاں جنگ کی ہولناکیوں اور تباہ کاریوں کے تذکرے بھی ہوئے۔ مختلف مارچ پاسٹ ہوئے، رقص و سرود کی محفلیں لگیں، خصوصی سیمینار ہوئے، نمائش لگائی گئیں، مقررین نے اپنی تقریروں میں امن اور آزادی پر خوشی کا اظہار کیا۔ ریڈیو، ٹی۔ وی، اور اخبارات و رسائل نے اس سلسلہ میں ہونے والی مختلف تقریبات کو بھرپور کوریج دی، بالخصوص برطانوی میڈیا نے تو اس کی خوب تشہیر کی۔ جہاں ایک طرف یورپ میں جنگ کے خاتمہ اور امن کی فتح کی خوشی میں آگیں جلائی جارہی تھیں اور آتش بازی کے مظاہرے ہو رہے تھے وہاں دوسری طرف یورپ کی سرزمین پر ہی ظالم سربوں کی طرف سے ایک آزاد ملک بوزنیا کے معصوم شہریوں پر بموں اور گولیوں کی صورت میں آگ برسائی جارہی تھی۔ اسی طرح جب روس میں وی۔ ای۔ ڈے کی تقریبات منعقد ہو رہی تھیں اس وقت روسی فوجیں چیچنیا کے مسلمانوں پر بمباری کر رہی تھیں۔ یورپ میں اس وقت بھی جنگ جاری تھی لیکن چونکہ یہاں مظلوم مسلمان تھے اس لئے طاقتور مغربی ممالک کو اس کی کوئی خاص پرواہ نہیں تھی۔ تیسری دنیا کے غریب ممالک بالخصوص مسلمان حکومتوں کے متعلق ان سپر پاورز کے امن اور انصاف کا تصور بالکل مختلف ہے۔ ان کے نزدیک جب تک مسلمان طاقتیں ایک کے بعد دوسری تباہ نہ ہو جائیں اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔ باوجودیکہ سربوں کی زیادتیوں اور انتہائی ظالمانہ کاروائیوں سے یہ خوب آگاہ ہیں پھر بھی اس کے خلاف صرف چند زبانی بیانات یا قراردادوں کے سوا کوئی ٹھوس کاروائی کرنے پر تیار نہیں اور اس بارہ میں اپنی معذوری پیش کرتے ہیں لیکن جب بوزنینز کے حقوق اور ان کی آزادی کا معاملہ آتا ہے کہ انہیں اپنے دفاع کے لئے ہتھیار حاصل کرنے کی اجازت دی جائے اور ناروا پابندیاں ہٹائی جائیں تو اس کی سختی سے مخالفت کی جاتی ہے۔ اسی طرح روس کو جلد سے جلد چیچنیا کے معاملہ کو مکمل طور پر نمٹانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ تیسری دنیا کے غریب اور پسماندہ ممالک اور بالخصوص مختلف اسلامی ممالک کے ساتھ مغربی دنیا کے طرز عمل پر نظر ڈالنے سے بالآخر ایک ہی بات سمجھ آتی ہے کہ مغربی دنیا درحقیقت اسلام سے گہری دشمنی رکھتی ہے اور جب یہ دنیا میں قیام امن کی باتیں کرتے ہیں تو اس کا مفہوم خود ان کے اپنے ممالک کے لئے کچھ اور ہوتا ہے لیکن مسلمان ممالک کے لئے اور۔ ان کا خیال ہے کہ لوگ ان کے میڈیا پر مکمل کنٹرول اور پراپیگنڈا مہمات کے نتیجہ میں حالات و واقعات کو صرف اسی زاویہ نگاہ سے دیکھیں گے جس سے وہ خود دنیا کو دیکھتے ہیں یا دکھانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا بدل رہی ہے۔ انسان کی خودی کا تصور بلند ہو رہا ہے، آزادی کی لہریں چل رہی ہیں اور خواہ کوئی آج ان کی طاقت اور ظلم و ستم کے رعب و دبدبے کی وجہ سے کھل کر ان مظالم کے خلاف آواز بلند کرے یا نہ کرے مگر تاریخ میں وقت کے ساتھ یہ مظالم زیادہ نمایاں ہو کر ہر کس و ناکس کو دکھائی دینے لگیں گے اور یہ سیاہیاں زیادہ گہری ہوتی چلی جائیں گی اور پھر ان مظالم کا ایک طبعی ردعمل ظاہر ہوگا اور دنیا خوفناک جنگوں میں مبتلا ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ ظلم اور زیادتی کے ساتھ یا کسی کو زبردستی اپنی طاقت سے دبا کر دنیا میں کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ امن کے قیام کے لئے پہلا بنیادی اصول عدل و انصاف کا قیام ہے۔ وہ عدل و انصاف جسے Absolute Justice کہتے ہیں۔ جس میں کسی کی رورعایت نہیں کی جاتی۔ جو قومی نہیں بلکہ عالمی نظام عدل ہے جس میں کہیں کوئی جھول نہیں۔ قرآن مجید نے اس نظام عدل پر بڑی صراحت کے ساتھ کھلے کھلے الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔ قرآن مجید کے بیان کردہ نظام عدل کو اپنائے بغیر حقیقی امن کا قیام قطعی طور پر ناممکن ہے۔ خلیج کے بحران کے وقت سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغربی دنیا کے سربراہوں کے طرز عمل کا تجزیہ کرتے ہوئے نہایت دردمندی کے ساتھ انہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ:

> "اگر آپ کو بنی نوع انسان کی بھلائی مقصود ہے۔ اگر واقعی آپ دائمی امن چاہتے ہیں تو آپ کی سیاست کے اصول تو بار بار پیٹے جاچکے ہیں اور پٹ چکے ہیں اور آپ کبھی بھی دنیا میں امن قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس لئے خدا کے لئے اب تو عبرت حاصل کرو اور اسلام کے سیاست کے ان اصولوں کو اپناؤ جو تقویٰ کے ساتھ وابستگی رکھتے ہیں، جن کی جڑیں تقویٰ میں ہیں، جو تقویٰ کے پانی سے پلتے ہیں اور تقویٰ کی طاقت سے نشوونما پاتے ہیں...... اگر ایسا نہ کرو گے تو جبر و استبداد کی طاقتیں خواہ مغربی ہوں یا مشرقی، ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرانے والا امریکہ ہو یا انڈونیشیا میں بربریت کی نئی حیرت انگیز مثالیں اور نہایت دردناک مثالیں قائم کرنے والا جاپان ہو، میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی نیتیں وہی ہیں جو ہمیشہ سے سیاست دان کی نیتیں چلی آئی ہیں اور اخلاق کی بجائے خود غرضی پر ان کی بنا ہوئی تو کبھی دنیا کو امن عطا نہیں کر سکتے۔
>
> دنیا کی طاقتور قوموں کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنی نیتوں کے جنگلوں میں چھپے ہوئے بھیڑیوں کو ہلاک کریں...... انسان کو ہلاک کرنے کے لئے اس کی نیتوں میں بھیڑیے چھپے ہوئے ہیں۔ جب تک نیتوں میں پوشیدہ بھیڑیوں کو انسان ہلاک نہیں کرتا اور عدل پر قائم ہونے کا عہد نہیں کرتا اس وقت تک دنیا کو ہرگز امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی"۔

کاش کہ دنیا اس نصیحت کو قبول کرے تا سچا اور حقیقی امن بنی نوع انسان کو نصیب ہو۔ کیونکہ اس نصیحت پر عمل کئے بغیر امن و امان کے اعلان سراسر کھوکھلے اعلان ہیں اور امن کے نام پر کی جانے والی تقریبات بھی محض ایک دھوکہ اور فریب ہیں اس کے سوا کچھ نہیں۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ كَالْوِعَاءِ اِذَا طَابَ اَسْفَلُهُ طَابَ اَعْلَاهُ وَاِذَا فَسَدَ اَسْفَلُهُ فَسَدَ اَعْلَاهُ۔

(ابن ماجہ ابواب الزھد باب التوقی علی العمل)

حضرت معاویہ بن ابو سفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال ایک برتن کی طرح ہیں۔ جب اس کا نچلا حصہ اچھا ہو تو اس کا اوپر کا حصہ بھی اچھا ہوتا ہے اور جب اس کا نچلا حصہ گندہ اور خراب ہو تو اوپر کا حصہ بھی گندہ اور خراب ہوتا ہے۔

میرے دیس کے لوگو!
تم نے امن کے داعی ہو کر
اپنے گھر کو پھونک دیا
گلشن گلشن آگ لگا کر
پھولوں کا رس چوس لیا ہے
بولو! میرے دیس کے لوگو!
اب تم کس کو سولی دو گے؟
معصوموں کا خوں بہا کر
کس کی آن کی بولی دو گے؟
یا پھر اتنا ہی بتلا دو
دل کی بات یہاں گالی ہے؟
حق کا ساتھ یہاں گالی ہے؟
کیا ہر بات یہاں گالی ہے؟
یا اپنے قانون سے پوچھو!
سرگودھا میں کون لٹا ہے؟
کون ہوئے پابند گھروں میں؟
کس کس کا گھر بار جلا ہے؟

بولو! فن کے بیٹو بولو!
فن کی حرمت کیا ہوتی ہے؟
فن کی عظمت لٹ جائے تو
اس کی قیمت کیا ہوتی ہے؟
تم نے چند سکوں کی خاطر
اپنے ہونٹ مقفل رکھے
مظلوموں کا خون بہا تو
تم نے اس کے ذائقے چکھے

لیکن اے میرے دیس کے لوگو!
اتنا یاد رکھو کہ جب بھی
معصوموں کا خوں زمیں پر
بےدردی سے بہہ جاتا ہے
ایک قیامت آ جاتی ہے
خوں کے قطرے شعلے بن کر
جابر و قاہر سرداروں کو
ظلم کی ساری دیواروں کو
پل میں پھونک کے رکھ دیتے ہیں

(جلیل الرحمٰن جمیل)

جاپان میں آنے والے زلزلہ کے بعد جماعت احمدیہ جاپان کی طرف سے

بے لوث خدمت انسانیت

کی چند ایمان افروز جھلکیاں اور متاثرین کے تاثرات

(ترتیب و تلخیص: عطاء المجیب راشد)

اس موضوع پر ایک تفصیلی نوٹ الفضل انٹرنیشنل جلد ۲ شمارہ ۱۰ میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ مضمون دراصل اسی کے تسلسل میں ہے۔ جاپان میں ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء کو آنے والے عظیم زلزلہ کے فوراً بعد ۱۹ جنوری سے جماعت احمدیہ جاپان نے کوبے (Kobe) کے ناگاتاوارڈ میں امدادی کیمپ قائم کیا اور اس کار خیر میں سب سے پہلے سرگرم عمل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ یہ کیمپ ۳۰ مارچ ۱۹۹۵ء تک جاری رہا۔ اس طرح احباب جماعت کو ۱۷ دن تک، دن رات خدمت انسانیت کی توفیق ملی۔

کوبے میں امدادی کیمپ کے اجراء کے جلد بعد مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل سے ایک خصوصی پروگرام Kobe Update کے نام سے جاری کیا گیا جس میں روزانہ بذریعہ ٹیلیفون امدادی کیمپ سے رابطہ کر کے تازہ ترین حالات سے عالمگیر سامعین کو جاپانی اور اردو زبانوں میں مطلع کیا جاتا رہا۔ ابتداء میں خاکسار کی گفتگو جاپانی زبان میں عام طور پر میوشی نوبواد صاحب سے ہوتی یا کیمپ کے دیگر نمائندگان سے۔ یہ تازہ ترین حالات اور خدمت کی تفاصیل سے آگاہ کرتے۔ آخر میں میں اس گفتگو کا خلاصہ اردو زبان میں بیان کرتا۔ الحمد للہ کہ یہ معلوماتی پروگرام بہت مقبول ہوا اور دور و نزدیک سے سامعین نے اس پر پسندیدگی کا اظہار کیا۔ یہ پروگرام ۳ فروری ۱۹۹۵ء کو شروع ہوا اور ۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء تک پورے پچاس روز باقاعدگی سے جاری رہا۔ اسی سلسلہ وار پروگرام کی روشنی میں چند کوائف، معلومات اور تاثرات پر مشتمل یہ مضمون قارئین الفضل کی خدمت میں پیش ہے:

بلند عزم کی چند مثالیں

☆ ۱۹ جنوری کو Nishinomiya شہر کا ایک نو سالہ بچہ ۵۷ گھنٹے تک اپنے گھر کے ملبے کے نیچے دبا رہنے کے بعد بحفاظت باہر نکالا گیا۔ بچے کے والد نے اسے شاباش دیتے ہوئے کہا کہ تم نے واقعی بہت ہمت کی ہے۔ والد اس نوعمر بچے کی ہمت پر بجا طور پر بہت خوش تھا۔

☆ Higashi Nada وارڈ کی ایک بوڑھی خاتون جس کی عمر ۸۴ سال تھی ۱۶۰ گھنٹے کے بعد زندہ سلامت باہر نکالی گئی۔ اس بڑھیا کی لڑکی بار بار کہتی تھی کہ میری ماں ضرور زندہ ہے اس کو باہر نکالو۔ اس طرح بالآخر زندہ باہر نکال لیا گیا۔

☆ ۲۲ فروری کی خبر ہے کہ ایک جوڑے نے اپنی شادی کی خوشی کی تقریب کا اہتمام کیا۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ زلزلہ کے بعد اس قدر جلدی کیا تھی تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہم شادی میں دیر کرتے تو اس کا مطلب تھا کہ ہم نے شکست قبول کر لی ہے"۔

☆ ۲۵ فروری کو ایک نوجوان لڑکی نے (جس کی ماں زلزلے میں ہلاک ہو گئی تھی) ایک لطیفہ گوئی Rakugo کی محفل کا اہتمام کیا۔ اس سے جب یہی بات پوچھی گئی کہ اس غم کے وقت میں تم نے یہ کیا کیا ہے۔ تو کہنے لگی:

"میں ان غمزدہ لوگوں کو ذرا ہنسانا چاہتی تھی اور اس محفل کے لئے جو ٹکٹ لگایا گیا ہے۔ اس سے ہونے والی آمد میں زلزلہ زدگان کی مدد کے لئے دے دوں گی"۔

ٹیلی ویژن پر تفصیلی پروگرام

۲۷ فروری ۱۹۹۵ء کو جاپان کے مشہور ٹی۔ وی۔ اسٹیشن (T.B.S) سے نیشنل نیٹ ورک پر جماعت احمدیہ کی طرف سے قائم کئے گئے امدادی کیمپ کا تفصیلی تعارف کروایا گیا۔ اس رپورٹ کی اہم باتیں پروفیسر ناتسویاما صاحب اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

خیموں پر مشتمل یہ کیمپ زلزلہ کے فوراً بعد ہی زلزلہ کے متاثرین کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اس کیمپ کا نام "احمدیہ مسلم والنٹیر کیمپ" ہے۔ رضاکار کیمپ کے اندر کھانا بناتے نظر آتے ہیں۔ یہ کھانا بعض مصالحوں کی مدد سے بنایا جاتا ہے جو جاپان میں نایاب ہیں۔ خواتین برقع پہنے ہوئے آلو چھیل رہی ہیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ آج یہ رضاکار سالن چاول بنا رہے ہیں۔ ان لوگوں کے اس کام کو دیکھ کر ہر ایک آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ یہ لوگ رضاکار ہیں۔ اور صرف رضاکار ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ رضاکار کس کے لئے کھانا بنا رہے ہیں۔ مسلمان تو اس علاقہ میں نہیں ہیں۔ پھر یہ کھانا کس کے لئے بنا رہے ہیں؟ ہم نے دیکھا ایک غیر ملکی رضاکار جاپانی زبان میں لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کر رہا تھا — گرم چائے، کھانا اور روٹی لے لیجئے — اور دوسری طرف جاپانی زبان میں احمدیہ مسلم رضاکاروں کی طرف سے ایک بڑا پوسٹر آویزاں تھا جس پر لکھا تھا کہ "آج ۲۶ فروری بروز اتوار ۱۱ بجے قبل دوپہر "اصلی کری رائس" پیش کی جائے گی۔ اس چکن کری میں تھوڑی سی مرچیں ضرور ہیں لیکن ہے بے حد مزیدار" —

جماعت احمدیہ کے امیر مغفور احمد منیب نے اس موقعہ پر کہا:

"شروع میں تو لوگ اس شک میں رہے کہ شاید ہم مسلمان یا اپنے ہم وطنوں کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ لیکن بعد میں جب ان پر یہ حقیقت کھلی کہ ہم کوبے کے عام شہریوں کی مدد کے لئے آئے ہیں تو ان شہریوں نے بے حد خوشی کا اظہار کیا"۔

مزیدار کھانا، ہر ایک کے لئے

☆ ٹی۔ وی۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ یہ کھانا جو پاکستانی لوگوں نے بنایا تھا راہ چلتے عام لوگوں میں بغیر کسی تخصیص کے تقسیم کیا گیا۔

☆ ایک جاپانی راہگیر نے کھانا کھاتے ہوئے ہمیں بتایا کہ: "کئی دن سے ٹھنڈا کھانا کھا رہے ہیں۔ جب بھی اس طرح کا گرم کھانا ملتا ہے تو بڑی نعمت لگتا ہے۔ ہم ان رضاکاروں کے ممنون ہیں"۔

☆ ایک خاتون نے کھانا پسند کرتے ہوئے کہا:

"یہ بالکل جاپانیوں کے مزاج کو مدنظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ بہت بہت شکریہ"۔

سب کی یکساں خدمت

☆ ٹی۔ وی۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا:

"جماعت احمدیہ جاپان کا مرکز ناگویا میں ہے اور اس کے رضاکار صرف لوگوں کو کھانا ہی نہیں کھلاتے بلکہ سائیکلوں کو پنکچر لگاتے ہیں۔ عام لوگوں کے گھروں میں جا کر گھر گھر پانی تقسیم کرتے ہیں اور لوگوں کی حجامتیں بھی بناتے ہیں"۔

☆ پانی لیتے ہوئے ایک خاتون نے کہا:

"یہ رضاکار مدد کرتے ہوئے کسی سے قومیت کا سوال نہیں کرتے، سب کی یکساں خدمت کرتے ہیں"۔

☆ ایک جاپانی رضاکار نے جو احمدیہ کیمپ میں ان غیر ملکیوں کے ساتھ کام کر رہا تھا کہا:

"ہم جاپانی ان کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ میں اتفاقاً یہاں سے گزر رہا تھا۔ احمدیہ کیمپ دیکھا تو یہاں کام کرنے کو دل چاہا اور ان کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا"۔

میوشی صاحب کی کہانی

میوشی صاحب جو ہر روز کوبے سے تازہ ترین اطلاعات دینے کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ ان کی اپنی داستان بھی دلچسپ ہے۔ ٹیلی ویژن کے نمائندے کو میوشی صاحب نے بتایا کہ:

"میں ان کے ساتھ اس لئے موجود ہوں کہ میں جب شروع میں کھانا کھانے آیا تو رضاکاروں نے کہا چچا جان! دوبارہ بھی ضرور آیئے گا بلکہ روزانہ آیئے گا۔ میں دوبارہ گیا تو مجھے اس قدر پیار ملا کہ میں ان کا دوست بن گیا اور پھر تو دن رات یہیں رہنے لگا"۔

ٹی۔ وی۔ نے ناظرین کو بتایا کہ اس گروپ نے میوشی صاحب کی مدد کی تو میوشی صاحب یہیں کے ہو رہے اور کیمپ کے انچارج کے تحت نائب کے طور پر کام شروع کر دیا۔

رپورٹ کے مطابق میوشی صاحب نے مزید کہا:

"میرا تو سب کچھ زلزلہ میں ختم ہو گیا لیکن اس کے بدلے میں مجھے جو عظیم دوست ملے ان کا کوئی دولت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اب جو محبت کا رشتہ ان رضاکاروں سے بنا ہے اس رشتہ کو اب دنیا کی کوئی آگ جلا نہ سکے گی۔ میری تمام جائداد آگ کی نذر ہو گئی ہے اور اس کا یقیناً مجھے بہت دکھ اور صدمہ ہے لیکن جو محبت مجھے اب ملی ہے اس پر میرا سارا دکھ جاتا رہا"۔

رضاکاروں کا ایثار

رپورٹر نے مزید بتایا کہ احمدیہ رضاکار بہت زیادہ مشکل حالات میں رہ کر متاثرین کی خدمت کر رہے ہیں مثلاً کیمپ میں یہ لوگ صبح چاول اور نوری Nori (سمندری گھاس) کھا کر ناشتہ کر رہے تھے اور متاثرین کے لئے لذیذ چکن کری تیار کرتے ہیں۔

آخر میں رپورٹر نے یہ تبصرہ کیا کہ "حکومت کے ذمہ دار لوگوں کو چاہئے کہ ان مسلمان رضاکاروں کی کی تقلید کریں۔ ان کے ساتھ تعلقات کو وسعت دیں اور ان کی صحبت میں کچھ وقت گزاریں"۔

انگریزی اخبار میں تذکرہ

۲۳ فروری کے انگریزی روزنامہ Asahi Evening News میں کوبے شہر کے Nagata وارڈ میں کام کرنے والی مختلف رضاکار تنظیموں کا تعارف شائع ہوا ہے احمدیہ مسلم رضاکاروں کی خبر بھی کچھ اس طرح شائع ہوئی ہے کہ:

"Nagata وارڈ آفس کے سامنے کے پارک میں احمدیہ مسلم رضاکار خیموں میں رہائش پذیر ہو کر محنت کے ساتھ مصروف عمل ہیں۔ احمدیہ رضاکار زلزلہ کے دو دن بعد ہی کوبے پہنچ گئے تھے اور اس پارک میں کام کرنے والے رضاکاروں میں سب سے پہلے یہاں آئے تھے"۔

اخبار مزید لکھتا ہے کہ ۳۶ سالہ اطہر محمود صاحب (آف پاکستان) ناگویا سے رضاکارانہ خدمت کے لئے کوبے آئے۔ اس دن ۵۰۰ افراد کے لئے سبزی کا سوپ بنا رہے تھے جو ۶.۵ گھنٹے میں تیار ہوتا ہے۔ ایک بہت بڑی دیگ میں تیار ہونے والا یہ سوپ زلزلہ زدگان کے لئے ہوتا ہے۔ یہ رضاکار خود کار یا ٹینٹ میں رہ کر دوسرے لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔

ایک جاپانی ہفتہ وار رسالہ میں تفصیلی تبصرہ

جاپان کے ایک معروف ہفت روزہ رسالہ Shukan Asahi کے ۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں ایک خصوصی فیچر شائع ہوا جس میں احمدیہ رضاکاروں کی تصاویر ۱۰ عدد شائع ہوئی ہیں۔ اس میں میوشی صاحب کا یہ بیان بھی شامل ہے کہ:

"احمدیہ رضاکار اس طرح کام کرتے ہیں جس طرح خود ان کے قریبی رشتہ دار زلزلہ میں متاثر ہوئے ہوں۔ مذہب اور قوم سے بالاتر ہو کر کام کرتے ہیں۔ اس بات نے مجھے مجبور کیا کہ میں ان کے ساتھ کام کروں"۔

یہ رسالہ جاپان میں بہت مقبول ہے اور سارے ملک میں دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ اس رسالہ میں اس

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

انٹرویو کی اشاعت سے بڑے وسیع طبقہ میں احمدیت کا تعارف ہوا۔

ایثار کا ایک عجیب واقعہ

کوبے میں کام کرنے والے ایک اہم رضاکار گروپ کے چیف آرگنائزر نے میوشی صاحب کو ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا۔

"ان کو ایک جاپانی متاثرہ فرد نے بتایا کہ ایک روز وہ سردی سے ٹھٹھر رہا تھا۔ احمدی رضاکار نے جب یہ دیکھا تو اس سے یہ برداشت نہ ہو سکا اور اس نے فوراً اپنے گرم کپڑے اسے دے دئے"۔

واقعہ سنانے کے بعد اس متاثرہ فرد نے کہا کہ غیر ملکی رضاکار یہاں تک بھی ہماری خدمت کر سکتے ہیں ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور دوسرے نے کہا کہ ہم جاپانی رضاکاروں کو شرم آنی چاہئے کہ ہم سے زیادہ تو یہ باہر سے آکر ہماری خدمت کر رہے ہیں۔ (ایک بدھسٹ تنظیم کے چیف آرگنائزر Shorinji Kemporemme نے یہ سب باتیں بتائیں)۔

ایک سرکاری رسالہ میں تذکرہ

جاپانی حکومت کا ترجمان رسالہ Pacific Friend جاپان کے عام بک اسٹالوں پر تو فروخت نہیں ہوتا البتہ غیر ملکی سفارت خانوں اور جاپان سے باہر کے سفارت خانوں میں بھجوایا جاتا ہے اور خاص طور پر ایشیا کی یونیورسٹیوں اور لائبریریوں میں حکومت کی طرف سے بھجوایا جاتا ہے۔ اس رسالہ میں کیمرہ مین Satoshi Kawai صاحب کی کھینچی ہوئی ایک تصویر شائع ہوئی ہے۔ یہ تصویر احمدیہ رضاکاروں کی ہے اور اس کے ساتھ انگریزی زبان میں یہ وضاحت لکھی ہے "ایک مسلمان رضاکار تنظیم کے رضاکار جو کوبے میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے علاقہ ناگاتا وارڈ میں تمام دوسرے رضاکاروں سے پہلے پہنچے" اس طور پر احمدی رضاکاروں کا ذکر اس سرکاری رسالہ میں کیا گیا اور اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ حکومت جاپان نے احمدی رضاکاروں کے کام کو تسلیم کیا ہے، ہمیں اس کی بہت خوشی ہے۔

جاپانی رپورٹر کی حیرت کی وجہ

۱۵ فروری کو ایک جاپانی رسالہ میں اس کے ایک رپورٹر کی دلچسپ ڈائری شائع ہوئی ہے اس کا ایک حصہ یہ ہے:

"ناگاتا وارڈ کے قریبی پارک میں مسلمانوں کی ایک تنظیم کے رضاکاروں سے ملاقات ہوئی۔ "ہر خدمت کے لئے حاضر ہیں" وہ اس مضمون پر مشتمل ایک اشتہار تقسیم کر رہے تھے۔ امدادی سامان تقسیم کر رہے تھے اور گرم کھانا تقسیم کر رہے تھے۔ اس طرح گرنے والے مکانات کے اندر کے سامان اٹھوانے میں مدد کر رہے تھے۔ گویا ہر خدمت کر رہے تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کے قریب ہی ایک اور رضاکار تنظیم جوان کے بعد آئی ان مسلم رضاکاروں کا بنایا ہوا گرم کھانا اپنی طرف منسوب کر کے ان کے ساتھ پناہ گاہوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مسلم رضاکاروں سے اس طرح کا سلوک کرنے والی تنظیم کے متعلق سوائے حیرانگی کے اور کیا ہو سکتا ہے"

ایک ویت نامی خاندان کی کہانی

ویت نام سے تعلق رکھنے والی ایک فیملی ایک عجیب مشکل سے دوچار ہو گئی۔ زلزلہ سے ہونے والا نقصان تو اپنی جگہ، ان کا مسئلہ یہ بنا کہ جس پرائمری سکول میں پناہ گزین تھے اس سے بھی انہیں نکلنا پڑا، صرف اس بناء پر کہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے رات کو روتے تھے اور اس کے شور میں باقی متاثرین کو نیند نہیں آتی تھی۔ اس فیملی کو احمدیہ رضاکاروں نے اپنے ہاں پناہ دی۔ انہیں ایک ٹینٹ مہیا کیا جو احمدیہ کیمپ کے قریب اسی پارک میں لگا دیا گیا اور وہ خوشی خوشی اس میں رہنے لگے۔ ان کو احمدیہ کیمپ سے کھانا بڑی باقاعدگی سے پہنچایا جاتا رہا۔

اس حسن سلوک کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس فیملی نے ایک روز سارے احمدی رضاکاروں کی اپنے ہاں دعوت کی۔ کھانے کا نام تو معلوم نہیں لیکن بہت مزیدار چکن اور سبزی کی سوپ نما ڈش، ڈبل روٹی اور سلاد کے بعد Jasmine Tea انہوں نے بڑی محبت سے پیش کی۔

اس ویت نامی فیملی کے پرخلوص انداز گفتگو اور محبت بھرے جذبات کی ملی جلی فضا سے پاکستان ویت نام دوستی کی خوشبو بھی بکھرتی رہی"۔

الوداع کے پرکیف مناظر

اور جب دو ماہ سے زیادہ عرصہ، دن رات بے لوث خدمت انسانیت کرنے کے بعد احمدی رضاکاروں کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ اب ہم اپنی خدمات کے اس سلسلہ کو اختتام پر پہنچانے والے ہیں تو کوبے کے شہریوں کے جذبات کیا تھے؟ یہ بھی بہت ایمان افروز داستان ہے۔

یہ اعلان سن کر زلزلہ کے متاثرین اداس ہو گئے اور رضاکاروں کی خدمات پر تشکر کا اظہار کرنے لگے۔ جب اس بارہ میں احمدیہ کیمپ کی طرف سے ایک اشتہار چھاپ کر تقسیم کیا گیا تو یہ اطلاع پڑھ کر آنکھوں میں آنسوؤں کا تحفہ لئے لوگ احمدیہ رضاکاروں کو ملنے آنے لگے۔ میوشی صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"زلزلہ سے متاثرہ عام افراد نے جس محبت اور شکریہ کا اظہار کیا ہے اس کو دیکھ کر ہم سوچنے لگے ہیں کہ ہم نے کیا کیا ہے؟ اور اس طرح ہماری اب تک کی ساری تھکان دور ہو جاتی ہے۔ احمدیہ رضاکاروں کے لئے رومال یا پھول بطور تحفہ لے کر آنے والے شہری بھی تھے اور تصویر اکٹھے کھنچوانے والے بھی تھے"۔

اس موقع پر ہونے والی ایک الوداعی تقریب

۲۱ ویں صدی کلب کے لیڈر تاناکا یوشی ھیتو صاحب اور تاناکا میسوز صاحبہ نے جماعت احمدیہ کے کیمپ کے ساتھ تعاون کو اپنے لئے باعث عزت قرار دیا اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ کا کیمپ قوم اور مذہب سے بالاتر ہو کر خدمت بجالاتا رہا ہے اور انسانیت کی خدمت کرتا رہا ہے۔ نیز ۲۱ ویں صدی کے ان ممبران کی خدمت کو سراہا جنہوں نے چندہ یا امدادی سامان کے ذریعہ اس کلب سے تعاون کیا۔ خاص طور پر چھوٹے بچوں والی ماؤں کا ذکر کیا جو مسافت کی وجہ سے کیمپ میں کام تو نہ کر سکیں لیکن ہر طرح سے تعاون کرتی رہیں۔

ایک جرمن رضاکار کا اظہار تشکر

الوداعی تقریب کے موقعہ پر ایک جرمن رضاکار الفریڈ صاحب بھی اپنے دیگر رضاکاروں کے ساتھ احمدیہ کیمپ آئے ہوئے تھے۔ الفریڈ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا کہ احمدیہ کیمپ سے تعاون کر کے وہ بے حد خوش ہیں اور احمدیہ کیمپ کا تعاون ہمیں حاصل رہا ہے۔ احمدی رضاکاروں کی محبت بھلائی نہیں جا سکتی۔ الفریڈ صاحب نے کہا ان سب رضاکاروں کی محبت دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کیتھولک عیسائیت چھوڑ کر میں احمدی مسلمان بن جاؤں۔

نوٹ : ۵۰ روز تک جاری رہنے کے بعد ۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء کو Japan Update کا ہفتہ وار پروگرام شروع ہو چکا ہے جو ہر جمعہ کے روز ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر جاپانی زبان میں پیش کیا جاتا ہے۔ بعد میں اس کا ترجمہ بھی نشر کیا جاتا ہے۔

PLANET EARTH PRESENTS

- FUEL CATALYST: Cheaper fuel bills for people with a fuel catalyst plus exhaust emission is cut by 51%
- ALARMS: Personal attack, Property alarms, Economizers
- Air Care Products: Clinically proven vacuum cleaners for Asthma, Eczema, Rhinitis and other dust allergy problems

Call for more information or brochure:
Day 0181 365 7557 or 548 0514 after 7pm
Fax 0171 613 4252 - Ask for Mr. A. Vaince
Distributors required world wide

حاصل مطالعہ

(پروفیسر نصر اللہ راجہ)

آج کے علمائے ظاہر اہل علم و نظر کے پیمانے سے

پاکستان کی معروف دینی و علمی شخصیت صاحب زادہ سید خورشید احمد گیلانی کے مضمون "اسلام ...... دین انقلاب یا مذہب ثواب ؟" سے ایک اقتباس:

"اس المیہ پر جتنی نوحہ خوانی کی جائے کم ہے کہ مذہب ہمیشہ تیسرے درجے کے واعظوں، پیشہ ور خطیبوں اور قال اقول قسم کے مکتبیوں کے ہاتھ بازیچہ اطفال بنا رہا اور انہوں نے عوام الناس کی ناخواندگی، ضعیف الاعتقادی، سادہ لوحی اور توہم پرستی کا خوب استحصال کیا۔ جس کے نتیجے میں روشن دماغ مفکروں، مستقبل بین مجددوں، راست فکر عالموں اور دیدہ ور انقلابیوں کے مقابلہ میں مذہب کی سطحی روایتی اور مولویانہ تعبیر عام آدمی کے نزدیک معتبر اور مستند رہی ......

غیر ذمہ دار مقررین، بندگان درہم و دینار ذاکرین، جھگڑالو مناظرین اور ریاکار واعظین اس کے علمبردار بن گئے ہیں۔ جس سے شعلہ جوالہ بننے والے مسلمان خاکستر ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان لوگوں کے پیش کردہ مذہب میں عقیدے سے لے کر استنجے کے ڈھیلے تک اختلاف ہی اختلاف نظر آتا ہے اور حقیقت خرافات میں کھو گئی کا منظر سامنے ہے ......

مذہب کے ایسے نادان دوستوں کے ہاں تراویح کی رکعتیں ہنوز حل طلب ہیں؟ داڑھی کی مقدار ابھی تک متنازعہ ہے۔ رفع یدین اور آمین بالجہر کا مسئلہ آج تک لاینحل چلا آرہا ہے۔ سنت اور بدعت کی شرعی تعریف پر برابر مباحثے جاری ہیں۔ جرابوں پر مسح کے جواز اور عدم جواز کا مسئلہ معلق ہے۔ خضاب و حلت فیصلہ طلب ہے۔ قرآن مجید کی آیات کے ناسخ و منسوخ ہونے کی بحث ابھی تک جاری ہے۔ تیجہ، دسواں اور چہلم کیا ہے ابھی فتوے کا انتظار ہے۔ انگوٹھے چومنا بدعت ہے یا کار ثواب غور و خوض جاری ہے۔ باغ فدک کا تصفیہ ابھی تک نہیں ہو سکا۔ ایسے رسمی مذہب میں سب سے زیادہ اہمیت عقائد کے نام فروعات کے گورکھ دھندے، کلامی مباحث، فقہی نکتہ طرازیوں، فلسفیانہ شقوں، بے کار لفظوں اور بے مغز رسموں کو حاصل ہوتی ہے۔ مذہب کے اس نمائشی خول کو کسی خدا ترس عالم، کسی روشن دماغ مفکر، کسی نکتہ رس دانشور، کسی مرد انقلاب اور کسی صاحب عزیمت فرد کی حمایت حاصل نہیں"۔

(نوائے وقت ۹ جنوری ۱۹۹۱ء)

ــــ ○ ○ ــــ

علماء کب سمجھیں گے؟

نوائے وقت مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۹۳ء کے اداریہ "مذہبی تصادم یا شرپسندی" کے یہ الفاظ پڑھئے:

"مذہبی معاملات میں اختلاف کوئی عجیب بات نہیں مگر اسے تنازعہ اور فساد کا سبب بنانا سب سے زیادہ افسوسناک بات ہے۔ آخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق میانہ روی اور کریمانہ مزاج کی تبلیغ و تلقین کرنے والے علماء کرام اور واعظین کب یہ بات سمجھیں گے کہ انہیں خود بھی حضور اکرمؐ کے اس اسوہ حسنہ کا نمونہ بننا چاہئے اور ایک ایسے وقت میں جب کہ عالم اسلام کو اچھوت بنانے کے لئے غیر مسلم طاقتوں نے پوری دنیا میں مخالفانہ پروپیگنڈہ کا محاذ گرم کر رکھا ہے اور مسلمانوں کو جھگڑالو، فسادی اور تشدد پسند ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں وہ اپنی لڑائیوں سے اس تاثر کو تقویت پہنچا رہے ہیں"۔

ــــ ○ ○ ــــ

جہنمی اور ملعون کون ہے؟

نوائے وقت کے کالم نگار میاں عبدالرشید سورۃ النساء کی آیت ۹۳ کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"جو مسلمان بات بات پر دوسرے مسلمانوں کو قتل کر دیتے ہیں وہ مندرجہ صدر آیت کی رو سے جہنمی اور لعنتی ہیں نیز ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم کی وعید ہے۔ باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر

خطبہ جمعہ

میں آپ کو وہ ولی بنانا چاہتا ہوں جو بنانے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لائے اور ولایت کا مضمون صفات باری تعالیٰ کو سمجھنے سے تعلق نہیں رکھتا، ان کو اپنی ذات میں جاری کرنے سے تعلق رکھتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۷ اپریل ۱۹۹۵ء مطابق ۷ شہادت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن۔ (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له. وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
(الاعراف: ۱۸۱)

تمام حسین نام اللہ ہی کے ہیں "فادعوہ بھا" پس اس کو انہی ناموں سے پکارو۔ "وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ" جو اس کے ناموں میں الحاد سے کام لیتے ہیں۔ "سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" انہیں جو وہ کام کرتے ہیں ان کا بدلہ دیا جائے گا یا وہ بدلہ دئے جائیں گے ان کاموں کا جو وہ کرتے ہیں۔

اس آیت کا تعلق اسی مضمون سے ہے جو میں گزشتہ چند خطبوں میں بیان کر رہا ہوں بلکہ عید کے دن غالباً اس کا آغاز ہوا تھا اس کے بعد بیچ میں دو خطبات آئے ہیں اور یہ تیسرا ہے۔ پہلے اس سے کہ میں یہ مضمون شروع کروں آج ایک نئے ملک میں ایک نئی مسجد کے افتتاح کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ "پاپوانیوگنی" کی مسجد ہے اور اس کا نام "بیت الکریم" رکھا گیا ہے۔

اب جتنے بھی مساجد کے نام رکھے جا رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے نام پر ہی ہیں یا اللہ کے اسماء پر ہی ہیں۔ پس اس مضمون کا بھی جو پہلا مضمون بیان ہو رہا ہے اس کے ساتھ ایک ذاتی تعلق بن جاتا ہے۔ یعنی آج کریم نام کی مسجد کا، جو اللہ کے کریم نام کی طرف منسوب ہو رہی ہے، اس کا افتتاح ہو رہا ہے۔ یہ جو ملک ہے اس کا حدود اربعہ یہ ہے کہ اس کے ایک طرف انڈونیشیا واقع ہے اور تھائی لینڈ اس کے قریب ہے۔ آسٹریلیا اس کے جنوب میں ہے۔ آسٹریلیا کے شمال سے قریب ہے یہ جزیرہ۔ بلکہ بہت سے سینکڑوں جزائر پر مشتمل ایک ملک ہے اور مشرق میں ملانیشیا ہے اور میلانیشیا بھی بہت سے جزائر پر مشتمل علاقہ ہے۔ اس جزیرے میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۸۷ء میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ پھر غلطی سے جزیرہ کہہ دیا ہے جزائر پر مشتمل اس ملک میں سب سے پہلے ۱۹۸۷ء میں جماعت کا قیام عمل میں آیا، جو ایک رضا کار مخلص واقف کے ذریعے ہوا یعنی محمد اکرم صاحب احمدی۔ ان کو یونائیٹڈ نیشنز کے ذریعہ وہاں کام ملا تھا اور مجھ سے مل کر یہ عہد کر کے گئے تھے کہ وہاں ضرور جماعت کو قائم کریں گے۔ اگرچہ وہاں رہنے کے حالات بہت ہی مشکل تھے لیکن خالصۃً اس نیت کے ساتھ کہ جب تک جماعت قائم نہ ہو اور مسجد تعمیر نہ ہو جائے یہ وہاں سے نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جو کنٹریکٹس (Contracts) کی مدت تھی وہ بھی بڑھا دی اور اب اللہ کے فضل کے ساتھ یہ سارے کام اب اپنے پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔

اس مسجد کے آغاز کے لئے میں نے اپنا نمائندہ رفیق چانن صاحب کو بنایا ہے جو تھائی لینڈ سے وہاں پہنچے ہیں۔ رفیق چانن صاحب ہمارے سوئس (Swiss) احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کو اپنی زندگی کے اس دور میں بہت تاریخی خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔ تھائی لینڈ میں بھی اور ارد گرد کے علاقوں میں بھی ایسے ملکوں میں جہاں احمدیت کا نام تک لوگ نہیں جانتے تھے وہاں ان کو خدا کے فضل کے ساتھ انڈونیشیا کے مبلغین اور دوسرے رضا کاروں کی مدد سے جماعتیں قائم کرنے کی توفیق مل گئی ہے اور بہت ٹھوس کام اس علاقے میں ہو رہا ہے۔ اس لئے میں نے ان کو اپنے نمائندے کے طور پر وہاں مسجد کے افتتاح کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے علاوہ بھی انڈونیشیا سے اور ارد گرد کے ممالک سے بہت سے مخلصین شرکت کے لئے وہاں آج جمع ہوئے ہیں۔

یہ ایک ایسا ملک ہے جس پر عیسائیت کا بہت بھاری غلبہ ہے اور ایک عرصے تک عیسائیت کے سوا کسی کو وہاں پیغام پہنچانے کی اجازت ہی نہیں تھی۔ جماعت احمدیہ کو بھی آغاز میں بہت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ عیسائیوں نے کھل کر مخالفت کی۔ مسجد کی بھی مخالفت کی، ہر حکومت کی سطح پر بھی انہوں نے اثر و رسوخ ڈالنے کی کوشش کی۔ کھل کر اخباروں میں عیسائی پادریوں نے مضمون لکھے کہ عیسائیت کے سوا اس ملک میں کسی اور کو تبلیغ کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ اور وہ پالیسی جو ساری دنیا میں عیسائی ملک پیش کرتے ہیں آزادی ضمیر کی، جہاں موقع ملا وہاں خود اس پالیسی کو اپنے قدموں تلے کچل دیا اور کھلم کھلا مذہب کو اپنے نام منسوب کر کے اس کے تمام حقوق اپنی طرف وابستہ کر لئے۔ اس سلسلے میں ہمیں بڑی جدوجہد کرنی پڑی ہے۔ تمام دنیا سے ان کی ایمبیسیز کو اور ان کے ملک کو خطوط لکھوائے گئے، اخبارات میں بھی احتجاج کروائے گئے۔ ان اخبارات کو جو نسبتاً آزاد تھے مضامین لکھ کر بھیجے گئے۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے ان کا مثبت اثر ظاہر ہوا اور حکومت نے یہ قطعی فیصلہ کر لیا جو سیاسی حقوق ہیں اور تمدنی حقوق ہیں ان پر ہم کسی قیمت پر مذہب کو اثر انداز نہیں ہونے دیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے سب سے بڑے افسر نے جو عیسائیت سے متاثر تھا اور متعصب تھا اس نے جب حکومت کے سامنے اس مسجد کی منظوری کے آخری فیصلے سے پہلے ایک نوٹ لکھا، میمورنڈم جس کو کہتے ہیں، اس میں کہا کہ عیسائی چونکہ بہت مخالف ہیں اس لئے اس مسئلہ پر ہمیں ہر پہلو سے غور کرنے کے بعد پھر فیصلہ کرنا چاہئے۔ تو پرائم منسٹر صاحب نے اس پر جو مختصر جواب لکھا وہ یہ تھا کہ تم اپنے کام سے کام رکھو۔ حکومت کے قوانین کی پابندی کرنا تمہارا کام ہے۔ ان قوانین میں جہاں کہیں کوئی رخنہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تمہارا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کرو لیکن ان قوانین سے ہٹ کر باہر کے معاملات کا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر تم نے کام کرنا ہے تو قوانین کے مطابق کرو۔ یہ اتنا واضح جواب تھا کہ اس کے بعد پھر کسی کو جرات نہیں ہوئی اور خدا کے فضل سے مسجد پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے، ساتھ مشن ہاؤس بھی بن گیا ہے۔

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان بھی ظاہر ہوا، ہر جگہ نشانات عجیب ہی ہوتے ہیں مگر یہ واقعہ ہے اس کو ریکارڈ کرانے کے لئے اسی افتتاح کے موقع پر آپ سب کے سامنے رکھتا ہوں۔ عیسائیت نے جب اپنا زور مکمل کر لیا اور ناکام ہو گئی تو وہ چند مسلمان جو باہر سے آکر وہاں آباد ہوئے ہیں اور بعض امیر ملکوں سے ان کے تعلقات ہیں ان کو مدد بھی ملتی ہے، ان میں سے چند نے ایک سوسائٹی بنائی ہے اسلامک سوسائٹی۔ ان کا جو سرکردہ ممبر ہے انہوں نے اکرم احمدی صاحب کو گالیوں سے بھرا ہوا خط لکھا اور انہوں نے کہا کہ کسی قیمت پر ہم یہاں یہ مسجد برداشت نہیں کریں گے۔ یعنی چرچ ہر جگہ بنے ہوئے ہیں، پھیلتے جا رہے ہیں دور دراز جزائر میں بھی کلیسا تعمیر ہو رہے ہیں ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ مگر پہلی مسجد جو تعمیر ہو رہی تھی اس پر ایسی آگ لگی کہ نہ صرف گالیوں کا خط لکھا بلکہ یہ دھمکی دی کہ میں اس مسجد کو آگ لگوا دوں گا لیکن یہ مسجد ہم سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ بعد میں انہوں نے مسجد کا ناکام کرنے کی خاطر اس کے قریب ہی اپنا گھر بنوایا اور وہاں ایک اپنی مسجد چھوٹی سے تعمیر کروائی، گویا کہ وہ پہلی مسجد بن گئی۔ حالانکہ یہ مسجد اس سے بہت پہلے بن چکی تھی اور انہوں نے محض ایک دکھاوے کے طور پر کہ نہیں ہم نے بھی الگ مسجد بنالی ہے۔ اس شخص کے کچھ دشمن بھی تھے۔ آپس میں مخالفتیں بھی تھیں۔ انہوں نے اس گھر کو مسجد سمیت آگ لگا دی۔ جو گھر اس آگ کے نتیجے میں بنایا گیا تھا جو اس کے دل میں بھڑکی ہوئی تھی۔ پس وہ شخص جس نے جماعت کی مسجد کو آگ لگانے کی دھمکی دی تھی اس کا گھر بھی جل گیا اور وہ مصنوعی دنیا کی خاطر بنائی ہوئی مسجد بھی جل گئی تو اللہ تعالیٰ کے نشانات ہر جگہ احمدیت کی تائید میں ظاہر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کی جماعت جو تمام تر عیسائیوں میں سے آئی ہے بہت ہی مخلص ہے اور شدید خطرناک حالات کے مقابلے میں ثابت قدم ہے۔ وہاں فاصلے بہت طویل ہیں۔ جزائر ہیں چونکہ پھیلے ہوئے ہیں اس لئے بہت فاصلوں کا مسئلہ ہے ایک دوسرے سے رابطہ کرنا۔ مجھے صحیح یاد نہیں کہ ہزار میل یا ڈیڑھ ہزار میل کا معاملہ ہے لیکن یہ مجھے خطوں سے اندازہ ہے کہ کافی فاصلے ہیں اور سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ سڑکوں کا نظام کوئی نہیں۔ بہت کم ہیں سڑکیں اور جنگل اتنے خطرناک ہیں کہ ان کو عبور کرنا ان کے لوکل باشندوں کے لئے بھی آسان نہیں ہے۔ چنانچہ اکثر جگہ روابط ہوائی جہاز کے یا ہیلی کاپٹر کے

ذریعے ہوتے ہیں یا پھر وہ جنگلی لوگوں نے اپنے کچھ رستے بنا رکھے ہیں وہ ان میں سفر کرتے ہیں۔ کہیں کوئی قتل ہو جائے، کسی کے گھر جلا دئے جائیں حکومت کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے مقامی لوگ جب کسی کی مخالفت کریں تو اس کا سامنا کرنا آسان کام نہیں ہے. کوئی قانون کا ہاتھ آپ کی حفاظت کے لئے وہاں نہیں پہنچتا۔ ایسے علاقوں میں جہاں احمدی ہوئے ان کو یہی دھمکیاں دی گئیں کہ تمہارے گھر جلائے جائیں گے اور بڑی شدید مخالفت کا سامنا ان کو کرنا پڑا۔ یہ اللہ کے فضل سے ایک بھی مرتد نہیں ہوا۔ ثابت قدم رہے اور ساتھ اس کے علاوہ پھیلتے بھی رہے۔ چنانچہ اب ایسی فضا پیدا ہو گئی ہے کہ احمدیت کو اسلام کی نمائندگی میں ایک مستقل مقام مل چکا ہے۔ پس اللہ کے فضل سے یہ ہمارے جو رضا کار واقفین زندگی ہیں انہوں نے بھی بڑے بڑے کارنامے اس دور میں سرانجام دئے ہیں اللہ ان سب کا حامی و ناصر ہو، ان کے کاموں میں برکت دے اور بہت تیزی کے ساتھ ہم وہاں عیسائیوں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔ یہ دعا ہے اس کے ساتھ میں آپ سب کی طرف سے اور اپنی طرف سے حاضرین اجلاس کو محبت بھرا اسلام پہنچاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دعائیں بھی اور ہر ایسی صورت میں کہ ان کو مدد کی ضرورت ہو ان کی مدد بھی انشاء اللہ آپ کے شامل حال رہے گی۔

صفات باری تعالیٰ کا کامل علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دے کر مسلمانوں کو یہ بتایا گیا کہ تمہارے مقاصد ان قوموں کے مقاصد سے بہت زیادہ وسیع، بہت زیادہ بلند اور بہت زیادہ عظیم ہیں

یہ آیت کریمہ جو میں نے پڑھی تھی اس کا تشریح والا ترجمہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ ہے کہ "خدا کے تمام کامل نام اسی سے مخصوص ہیں اور ان میں شرکت غیر کی جائز نہیں۔ سو خدا کو انہی ناموں سے پکارو جو بلا شرکت غیرے ہیں یعنی نہ مخلوقات ارضی و سماوی کے نام خدا کے لئے وضع کرو اور نہ خدا کے نام مخلوق چیزوں پر اطلاق کرو اور ان لوگوں سے جدا رہو کہ خدا کے ناموں میں شرکت غیر جائز رکھتے ہیں۔ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ کا ترجمہ یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کے ناموں میں شرکت غیر جائز سمجھتے ہیں) عنقریب وہ اپنے کاموں کا بدل پائیں گے"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صـ۴۳۶، ۴۳۷)

یہ جو اقتباس ہے یہ اس مسئلے کو سمجھنے میں مزید ممد ہے جس کا ذکر میں نے پچھلے خطبے میں کیا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک اللہ کا نام مشتق نہیں ہے یعنی کسی اور نام سے نہیں نکلا بلکہ ہمیشہ سے یہی نام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور اس کا اگلا قدم یہ ہے کہ اس کی تمام صفات بھی ہمیشہ سے اسی کی ہیں اور وہ خود مشتق نہیں ہے۔ یہ ایک بہت ہی عظیم الشان انکشاف ہے اور اس کی روشنی میں جب ہم حقیقت پر غور کرتے ہیں اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں اس مضمون کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایک نئے رنگ میں یہ مضمون ہمارے سامنے ابھرتا اور روشن ہوتا ہے۔

اول بات تو یہ ہے کہ اللہ اگر ہمیشہ سے ایک نام ہے اور کسی اور نام سے نہیں نکلا ہوا تو اس کی صفات اگر دوسرے مخلوق ناموں سے نکلی ہوں تو کیا وہ بعد میں جمع ہوئیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسا طبعی منطقی نتیجہ نکالا ہے جس کا متبادل ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ نام کسی چیز کا ہے کسی وجود کا ہے اور وجود اپنی صفات سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر وجود کی صفات نہ ہوں تو نام بے معنی ہے۔ نام ایک خلائی نام ہے اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اگر وہ وجود کوئی صفات رکھتا ہے اور وجود دائمی ہے تو وہ صفات بھی دائمی ہونا ضروری ہیں اور ان کو حرفوں سے، لفظوں سے، مشتق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہاں وہ صفات جو انسانی زندگی میں ہمیں انسانوں پر یا دوسری چیزوں پر اطلاق پاتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں ان کو خدا کے ناموں سے مشتق سمجھنا پڑے گا۔ یعنی دائمی حقیقت صفات باری تعالیٰ کی ہے اس سے ملتے جلتے نام جب روزمرہ کی زندگی میں استعمال ہوتے ہیں تو وہ تخلیق ہیں نام اور تخلیق ہیں خدا کے اسماء کے پرتو کے طور پر۔

پس "یلحدون" کا مطلب یہ بنے گا کہ وہ لوگ جو اللہ کے اسماء کا بذاتہ، اپنی ذات میں متصف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم رحمان ہیں، ہم رحیم ہیں۔ وہ الحاد کرنے والے ہیں، وہ مشرک ہیں اور خدا کا شریک ٹھہرانے کا ادعا کرتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں جب ہم اس مضمون کو اس ابتدائی شکل میں ذہن میں جما لیں تو پھر سورہ اخلاص ایک اور معنوں میں ہمارے سامنے ابھرتی ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اللہ اگر اسماء کے مجموعے کا نام ہے جو اللہ کی طرف بطور صفات منسوب ہوتے ہیں تو اللہ پیدا نہیں ہوا تو کوئی ایک اسم یا ایک صفت بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اگر اللہ نے پیدا نہیں کیا تو وہ اپنی اس صفت کو جو اس کی ذات کا خاصہ ہے اس کو اس طرح پیدا نہیں کرتا جس طرح باپ بچے کو پیدا کرتا ہے یا ماں بچے کو پیدا کرتی ہے۔ اس کے پرتو تخلیق کرتا ہے۔ اور اس مضمون کو آخری آیت خوب کھول دیتی ہے۔ "ولم یکن لہ کفواً احد" یعنی اس کا کوئی بھی کفو کسی لحاظ سے موجود نہیں اور کفو ہونے کے لئے صفات کا اشتراک ضروری ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی صفات کا حامل دوسرا وجود پیدا نہ کرنا قطعی طور پر یہ ثابت کرتا ہے کہ تمام صفات الٰہی خدا تعالیٰ کی ذات کی طرح نہ صرف یہ کہ قدیم سے ہیں بلکہ ان صفات کا بعینہ ان پر مشتمل کوئی وجود اللہ تعالیٰ ایسا پیدا نہیں کرتا جیسے ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ ساری صفات کو اپنے اندر لئے ہوئے پیدا ہوتا ہے۔ باپ کا نطفہ ماں کے پیٹ میں بچہ بنانے میں ممد ہوتا ہے اور باپ کی صفات کے تمام نقوش اس پر مرتسم ہوتے ہیں اور ان نقوش کو لے کر بچہ انہیں صفات کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ تو زندگی کی بنیادی صفات جو زندگی کے مختلف خلیوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نقش ہیں وہ آگے بڑھتی ہیں مگر خدا کے وجود میں اس قسم کا اضافہ ممکن نہیں ہے۔

اب یہ پہلو سمجھنے کے بعد سوال یہ ہے کہ "رحمان" کیا چیز ہے۔ کیا لفظ رحمان مشتق ہے کہ نہیں۔ عربی دان، گرامر کے ماہر کہتے ہیں لفظ رحم سے مشتق ہے اور رحم وہ مادہ ہے جس سے لفظ رحمان بھی مشتق ہے اور عورت کا بدن کا وہ جزو جس میں بچہ پیدا ہوتا ہے بچہ دانی یا یوٹرس، اس کا نام رحم ہے وہ بھی رحم سے مشتق ہے۔ اور اگر اس مضمون کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر آگے تمام صفات باری تعالیٰ انسانی زبانوں میں استعمال ہونے والے الفاظ سے مشتق معلوم ہوں گی یعنی ان سے نکلی ہوئی ہیں۔ تو سورہ اخلاص کا یہ دعویٰ کہ تمام صفات باری تعالیٰ ازل سے اسی طرح ہیں اور ایک بھی صفت کسی انسان کی بنائی ہوئی زبان سے مشتق نہیں ہے، یہ غلط ثابت ہوتا ہے۔ اس پہلو سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کا مطالعہ کیا کیونکہ مجھے یاد تھا کہ رحمان کا تعلق رحم سے جوڑا گیا ہے اس لئے یہ کیسے جوڑا گیا۔ یہ مسئلہ تھا جس کو حل کرنے کے لئے میں نے متعلقہ حدیثیں نکلوائیں تو آپ بھی دیکھیں تو آپ ورطہ حیرت میں ڈوب جائیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو کن الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

ترمذی ابواب البر والصلۃ، اس میں ہے حضرت ابو الدرداء بیمار ہوئے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف ؓ نے ان کی عیادت کی اور فرمایا کہ میرے علم کے مطابق ان میں سے سب سے بہتر اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ابو محمد ہیں۔ پھر حضرت عبدالرحمان بن عوف نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں اور میں رحمان ہوں اور میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اسے اپنے اسم سے پھاڑا ہے یعنی رحم کسی لفظ رحمت سے نہیں نکلا بلکہ رحمان خدا سے رحم نکلا ہے اور کن معنوں میں نکلا ہے اس کا میں ابھی ذکر کرتا ہوں۔ جو لفظ ترجمہ کیا گیا ہے "پھاڑا"۔ "شققت لھا من اسمی" میں نے اپنے نام سے اس کو پھاڑا۔ اس سے یہ غلط تصور بھی پیدا ہو سکتا ہے بعض لوگوں کے دماغ میں کہ گویا اس صفت الٰہی نے بچہ دیا اور اس سے پیٹ پھٹ کر ایک اور صفت پیدا ہوئی۔ دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس مضمون کو کچھ مختلف الفاظ میں بیان فرماتے ہیں یا راوی نے جس نے یہی مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا تھا اس نے دوسرے الفاظ استعمال کئے ہیں اور وہ مضمون کو سمجھانے کے لئے زیادہ قریب ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ رحم، رحمان سے جڑا ہوا ہے۔ (یعنی رحم اور رحمان کا مادہ ایک ہی ہے) یہ ترجمہ کرنے والے نے اپنی طرف سے لکھ دیا ہے حالانکہ اس کا کوئی ذکر وہاں نہیں ملتا حدیث میں۔ اس لئے جہاں جہاں بھی ہماری کتابوں میں مادہ ایک ہے دونوں سے رحمان نکلا ہے یہ الفاظ موجود رہے ہیں پائے جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے کئی دفعہ غلطی بھی لگ جاتی ہے لوگوں کو ان کو درستی کرنی چاہئے اسی غلطی کی وجہ سے جو ترجمے میں پائی جاتی تھی کئی دفعہ میں نے بھی پرانے کسی مضمون کے سلسلے میں یہ ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رحمان اور رحم کا مادہ ایک ہی ہے، دونوں ایک ہی مادے سے نکلے ہیں مگر جب میں نے تحقیق کی تو قطعی طور پر ثابت ہوا کہ ایسا کوئی ذکر احادیث میں موجود نہیں ہے، ترجمہ کرنے والوں کی غلطی ہے۔

یہاں جو الفاظ ہیں وہ یہ ہیں "ان الرحم شجنۃ من الرحمٰن" رحمان کی شاخ ہے۔ اصل رحمان ہے اور رحمان کی ایک شاخ ہے۔ "فقال اللہ من وصلک وصلتہ و من قطعک قطعتہ" یعنی رحم، رحمان کی شاخ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رحم اپنی تمام صفات اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے پاتا

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

ہے مگر تمام تر نہیں۔ شاخ، اصل وجود کا متقابل یا متبادل نہیں ہوا کرتی۔ شاخ کا یہ مفہوم ہے دراصل۔ یہاں کسی خاص درخت کی بات تو نہیں ہو رہی۔ ایک تمثیلی کلام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اصل وجود ہے، اللہ کی ہر صفت اصل ہے اور باقی تمام صفات جزوی ہیں جس طرح جو تمام صفات میں ام الصفات کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے ان تمام صفات میں اتنی اہم صفت کے ساتھ کیا آپ اپنا تعلق کاٹنے کے سامان اپنے ہاتھوں سے تو نہیں کر رہے۔ اگر کر رہے ہیں اور چوبیس گھنٹے رحمان، رحمان، کی رٹ لگائے رکھتے ہیں تو کسی بے وقوف صوفی کے نزدیک تو ہو سکتا ہے آپ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں مگر درحقیقت اگر اسماء کے مضمون کو سمجھیں تو ذکر الٰہی سے اس رٹ کا کوئی دور کا بھی تعلق نہیں جس کا اثر آپ کی ذات میں ظاہر نہیں ہوتا اور آپ اس صفت کے قریب تر نہیں ہوتے چلے جاتے۔ اور یہ پہلو ہے جس کے لحاظ سے جماعت میں ابھی تک بہت سی کمزوریاں ملتی ہیں اور میں خصوصیت سے ان کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جہاں جہاں صفت باری تعالیٰ آپ کی ذات میں واقعتہً وجود کا حصہ بن جائے وہاں وہ ابھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ دوسری ملتی جلتی تمام انسانی صفات کو دبا لیتی ہے۔ ان کا کوئی بھی وجود باقی نہیں رہتا اور ایک خدا نما وجود انسان کی ذات میں ابھرنے لگتا ہے

رحم کے رشتے ایک موقع تک تو ایک شاخ، ایک رستے پر چلتے ہیں۔ پھر آگے جا کر ان کا جوڑ دوسرے رستوں سے ہو جاتا ہے اور پھر دو شاخہ بن کے آگے بڑھتے ہیں لیکن ان کا ایک دوسرے سے مسلسل رابطہ رہنا چاہئے گویا رحم کے نئے تقاضے جو ہیں ان کو بھی انسان ہمیشہ پورا کرتا رہے۔ یہ جو دو شاخہ بنتا ہے یہ شادی کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ شادی سے پہلے ایک لڑکی اپنے گھر میں اپنی ماں کے حقوق ادا کر رہی ہے اور رحم کے تعلق سے اس کا اپنے ماں باپ سے بھی تعلق قائم ہوتا ہے اور رحمی تعلق سے مراد صرف ماں کا رشتہ نہیں ان کا اپنے باپ سے بھی تعلق قائم ہوتا ہے اور رحمی تعلق سے مراد صرف ماں کا رشتہ نہیں بلکہ باپ کا رشتہ بھی ہے، احادیث سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے۔ پس رحم کے ذریعے اس کا تعلق اپنے باپ سے ہے، اپنی ماں سے ہے، اپنے بھائیوں سے ہے، اپنی بہنوں سے ہے، اپنی پھوپھیوں سے ہے، اپنے چچاؤں سے ہے، اپنے ماموؤں سے ہے، یہ سارے رشتے اس کے چل رہے ہیں۔ اور ان سب رشتوں کے حقوق ادا کرنا رحمان سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔ جہاں آپ نے ان حقوق کو نظر انداز کیا، ان سے بے اعتنائی کی اور گستاخانہ رویہ اختیار کر کے آپ نے اپنے تعلق کو ان رشتوں سے کاٹا۔ آپ کو خدا نے بہتر توفیق دی ہے، ان میں سے کچھ غریب ہیں، کچھ کمزور ہیں، کچھ بے حیثیت ہیں، ان سے آپ نے کسی معنے میں بھی تکبر کا رویہ اختیار کیا تو یہ ساری وہ باتیں ہیں جو رحمان خدا سے آپ کا تعلق کاٹنے والی ہیں۔ یہ معنی ہیں شاخ کے۔ یہ رحمان سے ہر صفت رحم کی نکلی ہے اور اس کا دنیا میں سب سے اہم مظہر رحم مادر ہے جس سے آگے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پس خدا کے رحمان نام سے خود کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر وہ صفت رحمانیت پرتو کرتی ہے، پرتو ڈالتی ہے اپنا، اور ایک رحمان سے مشابہ وجود یعنی ماں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اس کے رحم سے جو تعلق کاٹتا ہے گویا وہ خدا سے تعلق کاٹ لیتا ہے۔ یہ ایک مضمون ہے جو ایک سیدھے رستے پر رواں ہے اس میں کوئی اشتباہ نہیں۔ آگے جا کر اس لڑکے یا اس لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے۔ اگر لڑکے کی شادی ہوئی ہے تو ایک بیوی جو کسی کی بیٹی ہے اس کے گھر میں آتی ہے اور وہ بیوی اپنے سارے رحمی رشتوں کو ساتھ لے کر آتی ہے ان کو چھوڑ کر نہیں آتی اور یہاں دو رحموں کے پیوست ہو جاتے ہیں۔ ایک باپ کے ماں باپ کے رحمی تعلقات دوسرے لڑکی کے ماں باپ کے رحمی تعلقات اور وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ Bondage اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ذمہ داریاں دگنی ہو جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی وہ آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اختیار فرمائیں جہاں خصوصیت سے رحمی رشتے کا بھی ذکر ہے اور تقویٰ کی تکرار موجود ہے چار آیتوں میں سے دو ایسی ہیں جن میں دو دفعہ تقویٰ، تقویٰ کا ذکر ملتا ہے۔ اب دو دفعہ تقویٰ اس لئے بھی کہا ہے کہ اس مضمون پر زور دیا جائے اور توجہ دلائی جائے کہ بہت تقویٰ کی ضرورت ہے، رشتے بن رہے ہیں اور کئی قسم کے خطرات بھی رشتوں کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں جیسا کہ قطع رحمی کا ایک خطرہ ہے۔ اس لئے وہ آیتیں اختیار فرمائی گئی ہیں جن میں دہرا دہرا تقویٰ کا ذکر ہے مگر ایک اور مضمون بھی ہے کہ چونکہ دو رشتے ہیں، دو رحم مل رہے ہیں، دو رحمی سلسلے مل رہے ہیں، اس لئے جیسے یوں کہا جائے کہ دیکھو تم بھی تقویٰ اختیار کرو، تم بھی تقویٰ اختیار کرو، تم بھی تقویٰ اختیار کرو، تم بھی تقویٰ اختیار کرو، تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ تکرار ان دونوں کو خصوصیت سے مخاطب کرنے کے لئے کی گئی ہے اور دونوں تقویٰ دونوں میں سے ہر ایک پر چسپاں ہوتے ہیں یعنی یہ مطلب نہیں کہ ایک کو ایک دفعہ تقویٰ کہہ دیا تو دوسری طرف منہ موڑا اور اس کو تقویٰ کہہ دیا۔ تو دو الگ الگ تقووں کے مضمون، دو الگ الگ فریقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

مراد یہ ہے کہ اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ جہاں دو وجود آپس میں پیوست ہوں اور رحمی رشتے خصوصیت کے ساتھ ایک رستے میں اکٹھے کر دئے جائیں تو وہاں تقویٰ کی دوہری ضرورت پیش آتی ہے اور دونوں کے لئے لازم ہے کہ وہ تقویٰ سے کام لیں۔ لیکن بدقسمتی سے جو جماعت میں خاندانی جھگڑے ملتے ہیں بہو اور ساس کے ہوں یا خسر اور بہو کے ہوں یا داماد اور ساس کے ہوں اور داماد اور خسر کے ہوں ان میں ہر جگہ جب آپ تفصیل سے نظر ڈالتے ہیں تو اس اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے کسی نہ کسی رنگ میں روگردانی نظر آئے گی۔ مشکل یہ ہے کہ اگر آپ ایک کو سمجھائیں کہ دیکھو یہ بہت ہی اہم مضمون ہے۔ رحمی رشتہ کی اتنی اہمیت قرآن کریم کے نزدیک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رحمی رشتوں کی اس اہمیت کو قرآن سے یوں سمجھتے ہیں کہ جس نے رحم مادر سے تعلق کاٹ لیا یعنی رحمی رشتوں سے تعلق کاٹا خدا فرماتا ہے کہ میں اس کے ساتھ اپنا تعلق کاٹ لوں گا۔ اور میری رحمانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہو گا۔

اگر یہ خیال ہو کہ رحمان سے تو تعلق کٹ گیا محمدؐ رسول اللہ سے تعلق قائم رہے گا تو بالکل جھوٹ ہے۔ اگر رحم سے تعلق کاٹنے کے نتیجے میں رحمانیت سے تعلق کاٹا جاتا ہے تو جو رحمانیت کا مظہر وجود ہے اس سے بھی تو لازماً کلیۃً تعلق کٹ جاتا ہے

اب امر واقعہ یہ ہے کہ رحمانیت کا پرتو اگر اٹھتا ہے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ہر پہلو سے ناکامی اور نامرادی ہے کیونکہ اللہ کے بعد اگر کوئی صفت دوسرے تمام اسماء پر حاوی ہے تو رحمانیت ہے۔ اللہ پر کوئی صفت حاوی نہیں ان سب صفات کا مجموعہ اللہ ہے لیکن آپس کے تعلقات میں بعض صفات زیادہ وسیع الاثر ہیں بعض نسبتاً کم دائروں میں اثر انداز ہیں اور رحمانیت اس لحاظ سے سب سے وسیع الاثر ہے۔ تو جس نے رحمانیت سے تعلق کاٹ لیا اس کا تو کچھ بھی باقی نہ رہا اور رحمانیت سے تعلق کاٹنے کے بعد بخشش کا مضمون خود بخود غائب ہو جاتا ہے۔ پھر نہ بخشش مانگنے کا کوئی سوال باقی رہتا ہے، نہ بخشش عطا کرنے کا کوئی سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کیونکہ سب سے زیادہ مغفرت کا تعلق رحمانیت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نظر انداز فرما دیتا ہے کہتا ہے کوئی بات نہیں۔ خدا کی رحمانیت گناہوں کو گویا ڈھانپتی ہے اور اسی سے استغفار کا مضمون پیدا ہوتا ہے۔ تو اتنا بڑا گناہ ہے اور اس کی اہمیت کوئی نہیں۔ جب پوچھا جائے تو کہتے ہیں اس کا قصور ہے، اس نے کاٹا ہے۔ اگر کہا جائے اس سے کہ تم بتاؤ وہ کہتے ہیں جی اس نے کاٹا ہے، ہمارا تو کوئی قصور نہیں لیکن تعلق کٹ گیا یہ قطعی بات ہے۔ اور یہ کہنا کہ اس نے کاٹا ہے یہ اس لئے غلط ہے کہ وہ جو تکرار تقویٰ کی ہے جس کا ذکر میں نے کیا ہے وہ بتاتی ہے کہ عموماً دو طرفہ نقائص ہی ہوتے ہیں یکطرفہ نہیں ہوا کرتے۔ ایک شخص نے تقویٰ سے تجاوز کیا اور رحمی رشتوں کو حقیر سمجھا، کوئی طعن و تشنیع کی بات کر دی جو دونوں طرف سے ممکن ہے تو اس کے نتیجے میں جو تعلق پر اثر پڑتا ہے وہ دو طرفہ اس طرح ہے کہ سننے والے کو بھی اگر رحمی رشتے کی اہمیت کا احساس ہو وہ صبر سے کام لے اور عفو سے کام لے تو پھر بھی یہ تعلق قائم رہ جاتے ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ مزاجوں میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے، سخت دل نرم ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور تعلقات دن بدن بہتر سے بہتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ، بہت بڑے دینی ذوق اور علم رکھنے والے بھی اس بات سے نا آشنا ہیں۔

کسی کی بیٹی اپنے گھر آتی ہے اور یہ ضد ہے، انانیت بن گئی ہے کہ جب تک یہ پوری طرح ناک میں نکیل ڈلوا کر ہماری خدمت نہیں کرتی اور ہماری ہر بات، ہر مزاج کے مطابق کام نہیں کرتی ہمیں اس کی کوئی

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

بھی پرواہ نہیں۔ اور اگر وہ بے چاری روتی پیٹتی گھر چلی جائے تو یہ انانیت کے خلاف ہے کہ اسے واپس لایا جائے۔ وہ ذلیل اور رسوا ہو کر، فقیرنی بن کر گھر پہنچے تو ہم قبول کریں گے اور پھر جب پوچھا جائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے تو کہتے ہیں، ان کا کیا قصور ہے۔ ان کا قصور ہے تو تمہیں یہ بھی خیال چاہئے تھا کہ ہر شخص کی ایک عزت نفس ہے اگر رحمان خدا سے تعلق قائم کرنے کی خاطر تم اپنے فرضی مقام عزت سے نیچے اتر آؤ تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہے لیکن رحمان خدا سے تمہارا تعلق ضرور قائم ہو جائے گا۔ اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر یہ سوچو کہ رحمان کو تمہاری خاطر نیچے اترنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارا مقام عزت تو ایک فرضی مقام ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور تمہارا یہ فیصلہ کہ دوسرے کا قصور ہے یہ بھی ایک تحقیق طلب امر ہے اگر تحقیق نہیں کر سکے تو اللہ کے نزدیک تو بات واضح ہے۔ اس لئے اپنی غلطی کے احتمال کو کالعدم سمجھنا اور یہ حتمی فیصلہ دے دینا کیونکہ ہمارا ہاتھ اوپر کا ہاتھ اور زبردستی کا ہاتھ ہے اس لئے ہم جس میں جو کیڑے ڈالیں گے اس کو قبول کرنے پڑیں گے یہ بھی ایک تکبر کا انداز ہے۔ اور اس کے بعد یہ ضد کہ دوسرا خاندان ذلیل اور رسوا ہو کر، نیچے گر کر ہم سے ملے تو ہم تعلق قائم کریں گے ورنہ نہیں۔ یہ کرنے کے بعد پھر رحمان سے دعائیں! اے اللہ رحم فرما اس مشکل میں ہم پڑ گئے، اس مصیبت میں مبتلا ہو گئے، فلاں فلاں مصائب سے نجات بخش، یہ سارے فرضی قصے ہیں۔ پس صفات باری تعالیٰ کے مضمون کو سمجھنا یا اسماء باری تعالیٰ کے مضمون کو سمجھنا اس لئے ضروری ہے جو میں اس پر زور دے رہا ہوں کہ یہ محض ایک صوفیا کی زبان کی یا ان کے ہونٹوں کی رٹ نہیں ہے۔

> **جماعت احمدیہ کو جب اسماء پر غور کرنے کی میں نے ہدایت کی ہے تو یہ مراد نہیں کہ کسی ایک گوشے میں بیٹھ کر اللہ اللہ، رحمان رحمان کرتے رہیں۔ ان صفات کے جو تقاضے ہیں ان پر غور کریں۔ ان صفات کے فیوض انسانوں کو کیسے حاصل ہوتے ہیں، کیسے ان تک پہنچتے ہیں ان پر غور کریں**

اسماء باری تعالیٰ کا ہر مخلوق سے ایک تعلق ہے اور انسان سے تمام اسماء کا تعلق ہے۔ "علم آدم الاسماء کلھا" ہم نے آدم کو تمام اسماء بتا دئے۔ اگر ان تمام اسماء کا آدم سے تعلق نہیں تھا تو یہ مضمون بے معنی ہو جاتا ہے اور یہ اسماء جو خصوصیت سے صفات باری تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں یہ تمام تر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں بتائے گئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا معاشرہ اور انسانی صفات ایک لمبے عرصے تک ترقی کر کے ارتقاء کے دور سے گزرتے ہوئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں اس مرتبے تک جا پہنچیں کہ ان تمام صفات میں اللہ کے اسماء کی جلوہ گری ہو سکے۔ اگر اس سے پہلے ان تمام صفات میں جلوہ گری ممکن ہوتی اور پھر بھی خدا تمام صفات کا علم اس زمانے کے آدم کو نہ دیتا تو یہ ناانصافی تھی، اس لئے یہ نتیجہ نکالنا لازماً درست ہے، اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ انسان کی وہ تمام صفات جن کی پرورش کی گئی ہے۔ جن کی ربوبیت کی گئی ہے وہ خدا کی صفات سے تعلق قائم کرنے کی خاطر کی گئی ہے اور ان صفات میں سب سے اہم اور سب سے بالا اور سب سے مقدم رحمانیت ہے۔

پس سورہ فاتحہ کو جب پھر پڑھ کر دیکھیں تو آپ کو مضمون کی سمجھ آ جائے گی۔ "الحمد للہ رب العالمین ○ الرحمٰن الرحیم" ربوبیت کا مقصد کیا ہے تمام جہانوں کا رب ہے لیکن ربوبیت تما جہانوں کو کہاں لے جا رہی ہے رحمان کی طرف۔ وہ رحمان جو رحیم بھی ہے اور مالک یوم الدین بھی ہے۔ اب اس وقت یہ نہ وقت ہے نہ اس مضمون سے براہ راست یہ تعلق ہے کہ سورہ فاتحہ کی ان تمام صفات کا تفصیل سے ذکر کروں، ایک دوسرے سے تعلق بیان کروں اور پھر اس سے آگے صفات باری تعالیٰ کس طرح شاخ در شاخ پھوٹتی ہیں ان کا ذکر کروں، یہ اللہ تعالیٰ توفیق دے گا مختلف وقتوں میں پہلے بھی میں بیان کرتا رہا ہوں آئندہ بھی انشاء اللہ حسب توفیق بیان کرتا رہوں گا۔ لیکن جو بات میں آج بیان کر رہا ہوں وہ رحمانیت کے تعلق میں آپ کو اپنی ذمہ داریاں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں اور یہ سمجھانے کے بعد کہ رحمان لفظ کسی اور لفظ سے مشتق نہیں ہے، کسی اور لفظ کا مرہون منت نہیں ہے جو انسان اپنی صفات کے بیان کے لئے گھڑتا ہے اور ڈھالتا ہے۔ اس سے ملتے جلتے لفظ جو اسماء باری تعالیٰ کے لئے ہمیشہ سے ہیں وہ انسان نے ان صفات سے اخذ کئے ہیں جو خدا نے انسان میں پیدا کر رکھی تھیں اور مخلوق ہیں وہ صفات۔ خدا کی صفات کے بچے نہیں ہیں کیونکہ "لم یلد ولم یولد" سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ خدا کی کوئی صفت بھی براہ راست بچے نہیں دیتی بعینہٖ ویسا وجود پیدا نہیں کرتی۔ اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ بعینہٖ ویسا وجود پیدا کرتی ہے تو اللہ کے اسماء میں الحاد کرنے والا ہے۔

اس لئے اس بات کو پیش نظر رکھ کر آپ خود اب اچھی طرح سمجھ لیں کہ رحمان بھی کسی انسانی لفظ سے یا زندگی کی صفات سے مشتق نہیں ہے۔ زندگی کی صفات اسی نام سے تخلیق پاتی ہیں اور ہر تخلیق کے پیچھے ایک صفت یا ایک سے زیادہ صفات، ایک اسم یا ایک سے زیادہ اسماء کار فرما ہوتے ہیں اور ان کے جلوے ان مخلوقات میں خصوصیت سے دکھائی دیتے ہیں۔ تمام مخلوقات میں یہی نظام کار فرما ہے۔ جو ابتداء آفرینش کے وقت پیدا ہونے والی مخلوقات تھیں ان میں ابھی صفات کا مضمون بننا شروع ہوا تھا، ابھی تخلیق کے ابتدائی مراحل میں تھا اس لئے ان کی تخلیق کے وقت خدا تعالیٰ کی تمام صفات نے بروقت جلوہ نہیں دکھایا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ، وقت کے تقاضوں کے مطابق صفات باری تعالیٰ ایک سے بعد دوسری تخلیق کرتی رہیں اور اعلیٰ درجے کی تخلیق پر خدا کی زیادہ اسماء کی جھلک ہے، ادنیٰ درجہ کی تخلیق میں نسبتاً کم اسماء کی جھلک ہے مگر خدا کے اسماء کی جھلک کے بغیر کوئی مخلوق نہیں ہے۔

یہ مضمون کامل ہوا انسان پر جا کر یعنی انسان میں ان صفات کا نچوڑ رکھ دیا گیا۔ ان صفات کے پرتو کا نچوڑ کہنا چاہئے۔ ان صفات کا جو عکس پڑتا ہے، جو تخلیق ہوتی ہے ان صفات کے اثر سے، ان تمام صفات کا کچھ نہ کچھ مادہ انسان میں رکھ دیا گیا۔ پس یہ مضمون کہ اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا اس کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ خدا نے جو فطرت بنائی ہے یعنی قوانین بنائے ہیں، ہر چیز بنائی ہے اس کے مطابق ہی انسان کو پیدا کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ خدا کی صفات باری تعالیٰ نے اپنا جلوہ انسان میں ان سب مخلوقات سے زیادہ دکھایا ہے جو غیر انسانی مخلوقات ہیں اور اس پہلو سے خدا کے اسماء کی ایک ہلکی سی تصویر انسان کے کردار میں رکھی گئی ہے۔ یہ تصویر جب کامل ہوئی ہے تو اس کا نام خلیفۃ اللہ رکھا گیا اور خلیفۃ اللہ خود سب سے زیادہ صفت رحمانیت کا مظہر تھا۔ اس لئے اس کی صفات کا خلاصہ یہ بیان فرمایا گیا کہ تو رحمۃ للعالمین ہے۔ "الرحمان" کے ساتھ یہ تعلق بنتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اور تمام مخلوق کا۔

اب میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ نکتہ سمجھنے کے بعد اگر یہ خیال ہو کہ رحمان سے تو تعلق کٹ گیا محمدؐ رسول اللہ سے تعلق قائم رہے گا تو بالکل جھوٹ ہے۔ اگر رحم سے تعلق کاٹنے کے نتیجہ میں رحمانیت سے تعلق کاٹا جاتا ہے تو جو رحمانیت کا مظہر وجود ہے اس سے بھی لازماً کلیۃً تعلق کٹ جاتا ہے اور ایک فرضی اسلام کے اندر ایک ایسا انسان زندگی بسر کرتا ہے جس کو پتہ ہی نہیں کہ اس کے اسلام کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ وہ ہر نماز کی ہر رکعت میں خدا کو رحمان کہہ کر مخاطب کرتا ہے اور پھر بعد میں "ایاک نعبد وایاک نستعین" اے رب! اے رحمان! اے رحیم! اے مالک یوم الدین! صرف تجھ سے مانگتا ہوں اور کسی سے نہیں مانگتا۔ تجھ سے ہی مانگوں گا اور کسی سے نہیں مانگوں گا، یہ اقرار کر رہا ہے اور اس کو پتہ ہی نہیں کہ وہ تو اصل سے تعلق کاٹ بیٹھا ہے۔ اب مانگتے رہو کیوں کہ اس طرف کوئی جواب دینے والا رحمان نہیں رہا۔ جس کو تم نے اپنی ذات سے کالعدم کر دیا وہ تمہارے لئے گویا کہ خود کالعدم ہو گیا اس کا کوئی وجود تمہارے لئے باقی نہیں رہا۔

تو دعاؤں کی قبولیت کے بھی راز ہوتے ہیں محض یہ کہہ دینا کہ جی ہم روتے روتے دعائیں کرتے ہیں، ہم تہجد بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، چندے بھی دیتے ہیں، پھر بھی بعض دعائیں نہیں سنی جاتیں۔ مگر بعض دفعہ کیا ایسے لوگوں کی تو اکثر دعائیں نہیں سنی جاتیں۔ بعض دفعہ سنی جاتی ہیں یہ کہا جا سکتا ہے۔ اس کا اور مضمون سے تعلق ہے وہ تو مضطر کی دعا مشرک بھی ہو تو سنی جاتی ہے۔ مضطر کی دعا جو بے قرار ہو جائے، حد سے زیادہ اس کی حالت زار ہو چکی ہو وہاں رحمانیت انسان کے تعلق کاٹنے کے باوجود اتر آتی ہے اور رحمانیت کی ایک عجیب شان ہے۔ عام روزمرہ کے دستور میں جن انسانوں نے اس سے تعلق کاٹ لیا جب اس کو ایسا بے سہارا دیکھتی ہے اس انسان کو کہ اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہا اور اس میں گریہ و زاری پیدا ہوئی ہے اور خدا کی طرف توجہ ہوئی ہے تو قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ شخص پھر شرک کی طرف لوٹے گا پھر بھی اللہ کی رحمانیت آسمان سے اس کے لئے نیچے اترتی ہے اور اسے

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

سنبھال لیتی ہے خواہ وقتی طور پر ہی سہی، بالکل الگ مضمون ہے۔ مگر روز مرہ کی زندگی میں ایک مسلمان نے اگر اللہ کی رحمانیت سے تعلق جوڑنا ہے تو صفت رحمانیت پر غور کرے اور رحمان خدا سے تعلق قائم رکھنے کے کیا کیا تقاضے ہیں۔

اپنے اعمال اور کردار پر غور کریں اور یہ دیکھیں کہ رحمان سے جو تمام صفات میں ام الصفات کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے ان تمام صفات میں اتنی اہم صفت کے ساتھ کیا آپ اپنا تعلق کاٹنے کے سامان اپنے ہاتھوں سے تو نہیں کر رہے

وہ صفت رحمانیت جو آپ کی ذات میں ودیعت فرمائی گئی ہے وہ فی ذاتہ اللہ کی صفت نہیں اللہ کی صفت کا ایک عکس ہے۔ پہلے تو یہ مضمون اچھی طرح سمجھنا چاہئے کہ "لم یلد ولم یولد" کا مضمون تمام صفات باری تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے خالق تو مانتا ہے لیکن اپنے جیسا پیدا کرنے والا نہیں مانتا۔ "ولم یکن لہ کفواً احد" ورنہ اس جیسے کچھ اور بھی ہو جاتے۔ اس کے ہم مزاج، ہم خلق، اس جیسی صفات رکھنے والے اور بھی وجود پھر ملتے بہت کثرت سے۔ تو پہلے تو انکسار کا یہ مضمون سمجھنے کی ضرورت ہے آپ جتنا مرضی رحمان بننے کی کوشش کریں۔ رحمان اور ہے اور رحمان کا عکس اور ہے اور عکس میں بھی فرق ہے۔ عکس، عکس میں فرق ہے۔ ایک جگہ عکس ایسا کامل ہو جاتا ہے کہ گویا وہی دکھائی دیتا ہے۔ جو اوپر ہے اور ذات کی میل کلیۃً مٹ جاتی ہے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جو محمدیت کا مرتبہ ہے۔ اور حضرت محمدؐ رسول اللہ سے ایسا تعلق قائم کرنا کہ اپنی ذات کلیۃً مٹ جائے یہ احمدیت کی شان ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی شان میں وجود پذیر ہوئے ہیں۔ اسی شان کے اظہار کے لئے آپ کی تخلیق ہوئی ہے کہ جس طرح محمدؐ رسول اللہ نے خدا کے حضور اپنے وجود کے ہر پہلو کو کلیۃً مٹا ڈالا۔ یہاں تک کہ آپ کے آئینے میں خدا کے سوا کچھ باقی نہ رہا جب یہ ہوا تو پھر آپ کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا۔ رحمان نہیں ہے مگر رحمان کی رحمت کا جلوہ گر ہے۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے وجود کو محمدؐ رسول اللہ کے لئے اس طرح مٹا دیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کے لئے مٹا دیا تھا تو پھر وہ احمد پیدا ہوا ہے جسے غلام احمد کہنا چاہئے اور یہی نام رکھا گیا ہے۔ یعنی احمد ہوتے ہوئے بھی غلامی کی وجہ سے احمد بنا۔ اس لئے خدا نے دیکھیں آپ کے نام میں کیسی پیاری حکمت رکھ دی اس کی تشکیل میں ہی آپ کی دونوں صفات موجود ہیں۔ احمد ہیں مگر غلام احمد بن کر احمد ہیں، آزاد احمد نہیں ہیں۔ اور احمد کی شان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں اپنے وجود کو مٹانے سے جلوہ گر ہوئی ہے۔ وہ تمام صفات جو رحمانیت کی راہ میں روک بنتی ہیں وہ کثافتیں ہیں جن کے ہوتے ہوئے رحمانیت انسان کے وجود میں جلوہ گر نہیں ہو سکتی۔ وہ کون کون سی صفات ہیں جن کا رحمانیت سے تضاد ہے، یہ بھی ایک مضمون ہے۔ پہلے میں آپ کو یہ سمجھا رہا تھا کہ رحمانیت سے تعلق رکھنے والی وہ کون سی صفات ہیں جو مخلوق میں موجود تو ہیں لیکن انہیں صیقل کرنا، انہیں چمکانا، انہیں ابھار کر اپنا کر اپنے وجود کا ایک جزو بنا لینا یعنی عمداً کوشش کرنے کے بعد ان صفات کے ساتھ جو وجود میں موجود ہیں کلیۃً ہم آہنگ ہو جانا یہ وہ مضمون ہے یہ وہ مقصد ہے جس کی خاطر انسان کو پیدا کیا گیا۔

اور صفات باری تعالیٰ کا کامل علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دے کر مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ تمہارے مقاصد ان قوموں کے مقاصد سے بہت زیادہ وسیع، بہت زیادہ بلند اور بہت زیادہ عظیم ہیں۔ پہلی قومیں اگر خدا کی چند صفات کی مظہر بنی تھیں تو تمہیں تمام صفات باری تعالیٰ کا مظہر ہونا ہوگا۔ اس لئے ہر پہلو سے اپنی نفسانیت کو مٹانا ہوگا۔ یہ نفسانیت کا مٹانا اگر میاں بیوی کے تعلقات میں نظر نہ آئے، باپ بیٹے کے تعلقات میں نظر نہ آئے، ساس بہو کے تعلقات میں نظر نہ آئے، خسر اور بہو یا داماد اور ساس اور سسر کے تعلقات میں نظر نہ آئے تو یہ رحمانیت کی باتیں، یہ صفات باری تعالیٰ کے تذکرے یہ سارے فرضی قصے ہیں ان کے نتیجے میں پھر آپ کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

پس میں آپ کو صوفی نہیں بنانا چاہتا۔ میں آپ کو وہ ولی بنانا چاہتا ہوں جو بنانے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لائے۔ اور ولایت کا مضمون صفات باری تعالیٰ کو سمجھنے سے تعلق نہیں رکھتا، ان کو اپنی ذات میں جاری کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ تفصیل کے ساتھ ان کو سمجھ کر ہمیشہ اپنی ذات کی نگرانی سے تعلق رکھتا ہے کہ جہاں جہاں ان کے اطلاق میں کمی ہے وہاں ان کو میں پوری طرح اطلاق کر کے دکھاؤں۔ اس راہ میں مصیبتیں ہیں، کوششیں ہیں، قربانیاں ہیں، جب ایک چیز کو رگڑ کے صاف کیا جاتا ہے تکلیف پہنچتی ہے۔ شیشہ شور مچائے یا نہ مچائے مگر انسان جب اپنے آپ کو صیقل کرتا ہے تو اس کا نفس ہر قدم پر کراہتا ہے، ہر صفائی کرنے والے ہاتھ کی حرکت سے اس کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ پس یہ کوئی آسان کام نہیں جو گوشہ تنہائی میں جا کر ذکر الٰہی سے نصیب ہو جائے۔ ذکر الٰہی وہ ہے جو گوشہ تنہائی سے آپ کی ذات کو باہر نکالتا ہے اور آپ خدا کی اس شان کے مظہر بننے لگتے ہیں کہ "کنت کنزاً مخفیاً" میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا "فاردت ان اعرف" پس میں نے ارادہ کیا کہ میں پہچانا جاؤں اور ظاہر ہوں، تب خدا فرماتا ہے کہ میں جلوہ گر ہوا ہوں اور پھر میں پہچانا گیا۔

تو یہ جو عمل ہے یہ اسماء الٰہی پر غور کرنے اور ان کو اپنی ذات میں جاری کرنے کے ساتھ اس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ جہاں جہاں صفت باری تعالیٰ آپ کی ذات میں واقعۃً وجود کا حصہ بن جائے وہاں وہ ابھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ دوسری ملتی جلتی تمام انسانی صفات کو دبا لیتی ہے۔ ان کا کوئی بھی وجود باقی نہیں رہتا اور ایک خدا نما وجود انسان کی ذات میں ابھرنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اس مضمون سے جیسا کہ حق ہے اسی طرح فائدہ اٹھائیں۔ محض ذہنی چسکے نہ ہوں کہ آج بہت عرفان کی باتیں سنیں۔ وہ عرفان جو عرفان الٰہی ہے اس کے نتیجے میں تو ذات میں پاک تبدیلیاں ہوا کرتی ہیں وہ تبدیلیاں مقصود ہیں وہی مقصود ہونی چاہئیں ورنہ تو پھر محض مجلس کے قصے ہیں اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

[خطبہ کے آغاز میں پاپوانیوگنی میں جماعت کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۷ء کی بجائے ۱۸۸۷ء فرما دیا تھا۔ اس پر ایک چٹ لکھ کر حضور کی خدمت میں بھجوائی گئی۔ اس پر حضور نے فرمایا "کہتے ہیں میں نے ۱۸۸۷ء کہہ دیا تھا ۱۹۸۷ء کی بجائے۔ ۱۸۸۷ء میں بھی کوئی ملتا جلتا واقعہ ہوا ہوگا شاید۔ حیرت انگیز طور پر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت کے جلوے خدا اس دور میں پھر دکھا رہا ہے اور اصل منشا یہ ہے یہ بتانا کہ یہ زمانہ مسیح موعود ہی کا زمانہ ہے کسی اور کا زمانہ نہیں۔ اور جب تک ان سالوں میں وہ جلوے دہرائے جاتے رہیں گے جن کا میں نے ذکر کیا ہے اس وقت تک اس زمانے کا انسان ہمیشہ یقین سے بھر جاتا رہے گا کہ نام بدل رہے ہیں مگر زمانہ ایک ہی ہے یعنی آخرین کا زمانہ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جلوہ احمدیت سے تعلق رکھتا ہے۔ تو غلطی ہو بھی گئی تو کوئی حرج نہیں اس سے ایک مضمون نکل آیا۔

خطبہ ثانیہ کے بعد اقامۃ الصلوٰۃ سے قبل حضور انور نے فرمایا:

آج چونکہ میں نے سفر پر جانا ہے اس لئے انشاء اللہ آج جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز بھی جمع ہوگی۔ اور احباب دعا بھی کریں اللہ ہر لحاظ سے اس سفر کو بابرکت کرے۔

اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں عیدالاضحیہ کی بابرکت تقریب

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا سب سے بڑا عیدالاضحیہ کا اجتماع ۱۰ر مئی بروز بدھ اسلام آباد، ٹلفورڈ، میں منعقد ہوا۔ جس میں لندن کے گرد و نواح کے علاقوں سے پانچ ہزار کے قریب مرد و زن شامل ہوئے۔ اس عید پر بھی کثرت کے ساتھ بوزنیا کے مسلمان بھائی مع اہل و عیال کوچز کے ذریعہ اسلام آباد پہنچے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ساڑھے دس بجے نماز عید پڑھائی۔ اس کے بعد خطبہ ارشاد کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ کی آیات ۱۲۶ تا ۱۳۰ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات کریمہ میں جو منظر زندہ کیا گیا ہے وہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا منظر ہے۔ حضور نے حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دعائیں بڑی شان کے ساتھ قبول ہوئیں۔

حضور نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کا آخری بلند تر مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود میں ظاہر ہوا۔ اور جیسا کہ ایک اسماعیل حضرت ابراہیمؑ کو عطا ہوا تھا اسی طرح ایک روحانی فرزند حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی عطا ہونا تھا۔ اور یہ وہی روحانی فرزند ہے جس کا ذکر "وآخرین منہم لما یلحقوا بہم" میں فرمایا گیا ہے۔ پس وہ قربانی کا دور جس کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر کیا تھا وہ آئندہ زمانوں میں دو ادوار میں پھیل جانا تھا۔ ایک اول ابراہیمی دور، یعنی حضرت محمدؐ رسول اللہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آخری تکمیل یافتہ صورت تھے اور دوسرا اسماعیلی دور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی فرزند نے ان قربانیوں کو از سر نو زندہ کرنا تھا اور ان قربانیوں کا تعلق آخرین سے تھا۔ یہ وہ خوش نصیب دور ہے جس میں سے ہم اب گزر رہے ہیں۔

حضور نے شب قدر میں چوہدری ریاض احمد صاحب شہید کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج بھی صاحبزادہ عبداللطیفؓ صاحب شہید کے رستے پر چلتے ہوئے جماعت احمدیہ اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار بیٹھی ہے اور اس کے عملی ثبوت پیش کر رہی ہے۔

ہجرت کے گیارہ سال پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے الہام الٰہی "بعد گیارہ انشاء اللہ" کے حوالے سے حضور نے فرمایا کہ جو بھی تبدیلیاں رونما ہونگی بالآخر اس آخری فتح پر منتج ہونگی جس کا وعدہ ہم سے کیا جا چکا ہے اور کوئی نہیں جو اس وعدہ کو ٹال سکے۔

نماز ظہر و عصر کے بعد قریباً ڈیڑھ بجے اجتماعی بیعت میں کاذان کے ایک مخلص دوست نے اور صومالیہ کے ۱۶ افراد نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (مرتبہ: بشیرالدین سامی)

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
MTV AHMADIYYA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

سوال و جواب

[مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۵ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض عمومی سوالات کے جوابات دئے۔ یہ دلچسپ سلسلہ سوال و جواب ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء ــــــ (ادارہ)]

ایک مشہور حدیث کی پرحکمت تشریح

ایک غیر احمدی خاتون کا سوال ان کے اپنے ہی الفاظ میں پیش ہوا اور وہ یہ تھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ۷۳ فرقوں کے بارہ میں پیش گوئی فرمائی ہے وہاں ۷۲ فرقوں کے متعلق سخت الفاظ استعمال ہوئے ہیں بلکہ جہنمی تک فرمایا ہے۔ میں سوچتی ہوں کہ ۷۲ فرقوں میں بہت سے نیک انسان ہیں وہ اسلئے جہنمی ہونگے کہ ان کا تعلق ۷۲ فرقوں سے ہے اور احمدی ۷۳واں فرقہ ہے کیا وہ اس لئے سارے جنتی ہونگے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا، نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ دراصل یہ خاتون اس حدیث کا مفہوم نہیں سمجھیں حالانکہ میں اس کی کئی بار وضاحت کر چکا ہوں۔ جب عمومی فتویٰ لگایا جاتا ہے تو اس کا اثر ہر فرد بشر پر جو اس عمومی فتویٰ کا حصہ ہو نہیں ہوا کرتا بلکہ استثناء ہوتے ہیں اور استثناء کا یہ قانون ہر مذہب پر برابر صادق آتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے باوجود اس کے کہ یہ فرمایا گیا "ان الدین عنداللہ الاسلام" (آل عمران:۲۰) پھر فرمایا "ومن یبتغ غیرالاسلام دیناً فلن یقبل منہ" (آل عمران:۸۶) کہ جو دین اسلام کے سوا کسی اور دین کو اختیار کرنا چاہے گا وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اتنے قطعی فتویٰ کے باوجود قرآن کریم فرماتا ہے کہ جو بھی اللہ اور رسول پر ایمان لائے، پھر یہودی، پھر عیسائی اور پھر دوسرے اہل کتاب جن کا معین علم نہیں لیکن عموماً ان کو صابی کہتے تھے۔ صابی اور صابئین سے مراد متفرق اہل کتاب ہیں جن کو کسی زمانہ میں کتابیں ملی تھیں اور پھر وہ ان سے دور ہٹ گئے ان سب کے متعلق ذکر کر کے فرمایا کہ جو بھی ان میں سے اللہ پر ایمان لائے، یوم آخرت پر ایمان لائے، نیک اعمال بجالائے۔ "فلہم اجرھم عند ربہم ولاخوف علیہم ولا ھم یحزنون" (سورہ البقرہ: ۶۳)۔ اس کا اجر خدا پر ہوگا اور ان کو کسی خوف کی ضرورت نہیں اور نہ کسی غم کی ضرورت ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان آیات نے دوسری آیات کو منسوخ کر دیا ہے یا ان آیات نے ان کو منسوخ کر دیا ہے۔ مذہبی فتویٰ وہی ہے کہ اسلام کے سوا اب کچھ قبول نہیں کیا جائے گا مگر غیر مذاہب میں استثنائی طور پر ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو اندھیرے جزیروں میں رہتے ہیں جن پر اسلام کی روشنی طلوع نہ ہوئی ہو ان کے متعلق یہ انفرادی فتویٰ جاری ہے۔

پس اسلام اتنا عظیم الشان عالمی حوصلہ رکھتا ہے کہ اس کی دوسرے مذاہب میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ معین طور پر دوسرے مذاہب کا نام لے کر ان میں بعض ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر وہ آخرت پر ایمان لائیں گے اور نیک اعمال بجا لائیں گے تو اللہ کے حضور ایسے ٹھہریں گے کہ ان کو بخش دیا جائے گا۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے متعلق یہ فیصلہ کر لینا کہ اس حدیث کی رو سے ہر دوسرے فرقے کا ہر فرد بشر جہنمی ہوگا یہ قرآن کے اس واضح حکم کے سراسر منافی ترجمہ ہے اور میں نے کبھی بھی اس ترجمہ کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ کسی احمدی کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ فیصلہ دے کہ احمدیوں کے سوا باقی تمام مسلمان فرقوں سے تعلق رکھنے والے ضرور جہنمی ہونگے۔ یہ کہنے کا حق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بحیثیت فرقہ ۷۲ کا حصہ ہیں وہ اپنے اعمال اور خیالات کے لحاظ سے بکثرت جہنمی ہونگے۔

پس لفظ بکثرت کا مفہوم اس میں داخل ہے یا اعتقادی لحاظ سے وہ اتنا بھٹک چکے ہیں کہ ان میں جہنمی عقائد آ چکے ہیں یا امت کے مصالح سے دور جا پڑے ہیں۔ بہرحال ناراضگی کا ایک کلام ہے جو ایک عمومی تصویر کھینچ رہا ہے مگر ہر فرد بشر پر صادق نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی دعاؤں میں دوسرے فرقوں میں سے بعض صلحاء کا ذکر فرمایا ہے اور ان کو دعائیں دی ہیں اور فرمایا کہ ہماری تحریرات میں بعض سخت الفاظ ہرگز صلحائے امت پر عائد نہیں ہوتے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خود اس کا یہی مطلب سمجھتے تھے جو میں بیان کر رہا ہوں۔

انگریزوں کا مثالی عدل و انصاف

اس سوال پر کہ انگریز قوم ایک چھوٹے سے ملک سے تعلق رکھنے کے باوجود بڑی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ کیا ان میں کوئی خاص خوبی ہے جو دوسری قوموں میں نہیں پائی جاتی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا آپ کا کیا خیال ہے۔ سائل نے عرض کیا شاید اس لئے کہ یہ لوگ بہت آرگنائزڈ ہیں۔ حضور نے فرمایا جرمن ان سے زیادہ آرگنائزڈ ہیں۔ سائل نے عرض کیا یا شاید اس لئے کہ ایک زمانہ میں انگریزوں کے عدل و انصاف کا بڑا چرچا تھا۔ حضور نے فرمایا دراصل اس دور میں جتنی بھی امپیریلسٹ طاقتیں ابھری ہیں جنہوں نے دوسروں کو Colonise کیا ہے جن قوموں کے اوپر انہوں نے قبضہ کیا اور حکومتیں کیں ان کے ساتھ سب سے زیادہ عدل کا سلوک انگریزوں نے کیا ہے۔ تاریخ اس کی گواہ ہے۔ اس میں کوئی بھی شک کی گنجائش نہیں ہے یعنی بحیثیت ایک حاکم کے انہوں نے استحصال کیا ہے۔ کوئی حاکم بھی دنیا میں کسی اور جگہ حکومت کے شوق میں جا کر قبضہ نہیں کرتا بلکہ استحصال کرتا ہے۔

گزشتہ تاریخ کے دور میں ایک زمانہ ایسا تھا جہاں قومی اقتصادی محرکات کی بجائے ایک بادشاہ کی انا اور اس کی یہ تمنا کہ میں سب دنیا کا حاکم بن جاؤں، اسے بڑے بڑے حملوں پر مجبور کر دیا کرتی تھی جس طرح سکندر اعظم نے کیا۔ اس نے قوم کی اقتصادی حالت کی خاطر دنیا فتح نہیں کی بلکہ اس زمانے میں بڑے بڑے بادشاہوں کی انا کا ایک قصہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے جتنا بڑا ملک کسی کو نصیب ہوگا اتنا بڑا بادشاہ بنے گا اس لئے وہ سب دنیا کو تاخت و تاراج کرتے پھرتے تھے۔ یہ وہ دور نہیں ہے۔ یہاں جتنی بھی Colonisations ہوتی ہیں یعنی بعض استعماری طاقتوں نے دوسرے ممالک پر قبضہ کیا ہے۔ بلا شبہ اس سے (مقصود) اقتصادی فائدے حاصل کرنا تھا۔ اور ان کی لڑائیوں کا آغاز ہی تجارتی کمپنیوں کے ذریعہ ہوا ہے۔ چنانچہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقابلہ پر فرنچ کمپنیاں تھیں۔ اسی طرح ان کے آپس کے مختلف تجارتی مفادات تھے جب وہ آپس میں ٹکرائے ہیں تو پھر فوج کشیاں ہوئی ہیں اور پھر Colonisations ہوئی ہیں ان سب میں سے جتنا انصاف انگریز نے کیا ہے اتنا کسی اور نے نہیں کیا اس میں کوئی شک نہیں۔ بلکہ جب برصغیر پاک و ہند سے انگریزی حکومت ختم ہوئی تو کئی لوگ بڑی مدت تک انگریزوں کو یاد کرتے اور کہتے رہے کہ آزادی تو مل گئی لیکن حصول انصاف کا کیا بنے گا۔

انسان کو جگانے اور خدا کی طرف متوجہ کرنے کی ایک عمومی علامت

ایک دوست نے جاپان کے حالیہ زلزلے کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شعر کا ایک مصرعہ بھی ہے۔

یہ نشان زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دن

اور یہ زلزلہ بھی منگل کے دن آیا ہے۔ کیا ہم اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کے ساتھ ملا سکتے ہیں یا نہیں۔

حضور انور نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زلازل اور ستاروں کی ہل چل اور ان کے ٹوٹنے کی جو کثرت سے پیش گوئیاں کی ہیں اس زمانے میں ہی مغربی اخبارات یہ لکھ چکے ہیں کہ یہ جو واقعات دنیا میں اب رونما ہو رہے ہیں، انسان کی معروف اور معلوم تاریخ میں اس کثرت سے پہلے کبھی اکٹھے نہیں ہوئے۔ پس اس کثرت سے زلازل کا اکٹھے ہو جانا اور اتنے بڑے پیمانے پر رونما ہونا یہ انسان کو جگانے کی عمومی علامت ہے اور یہ مراد ہرگز نہیں کہ اس جگہ جو جاپانی رہتے تھے ان کے گناہوں کے نتیجہ میں یا ان کے انکار کے نتیجہ میں ان کو سزا ملی ہے۔

دنیا بحیثیت دنیا، وقت کے مامور کو پہچان نہیں سکی اور انکار کر چکی۔ قرآن کریم اس کو کہیں کہیں قارعہ فرماتا ہے کہ کھٹکھٹانے والی آوازیں پہنچا کریں گی۔ کبھی اس کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے اور کبھی اس کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے تو عموماً شعور بیدار ہوتا ہے۔ چنانچہ جاپان کے اخباروں نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے اندر اور امریکہ میں ظلم کی کوئی قدر مشترک ایسی موجود ہے کہ قریب کے دور میں یا امریکہ میں ایسی آسمانی مصیبتیں پڑی ہیں یا ہم پر پڑی ہیں۔ جاپانی دنیا داری میں اس وقت بالکل امریکہ کے پیچھے چل رہے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے، اے جزائر کے رہنے والو! تم بھی امن میں نہیں ہو۔ جو عمومی پیش گوئیاں ہوتی ہیں ان میں جزائر میں رہنے والوں سے مراد جاپانی ہیں۔ پس بڑی طاقتوں کا ذکر فرمایا کہ اے مشرق اب تو بھی امن میں نہیں، اور اے جزائر کے رہنے والو اور پھر ملک ہندوستان جس کا حصہ پاکستان ہے اس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہاری نوبت قریب آتی جاتی ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ بہت فساد ہونگے اور طوفان نوح کا زمانہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ پس دنیا میں طوفان نوح کے واقعات کئی دفعہ گزر گئے ہیں اور وہ جو بدامنی کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچا ہے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے پورا ہو رہا ہے۔

پس یہ کسی خاص حصہ کے انسانوں کے گناہوں کا سبب نہیں ہوا کرتا بلکہ عموماً ایک عالم کو ہلانے اور جگانے اور متوجہ کرنے کے لئے یہ واقعات رونما ہوتے ہیں۔ اگر یہ پیش گوئی کے بعد ہوں تو پھر یہ یقینی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان بنتے ہیں۔ اگر ایسی کوئی پیش گوئیاں نہ ہوں تو کہیں کہیں اور کبھی کبھی ایسے قدرتی حوادث پیش آتے ہی رہتے ہیں اور ان کو نہ کوئی اپنی صداقت کے لئے پیش کرتا ہے نہ کوئی دلیل بنتی ہے۔ مگر جب بیان کیا جائے اور جس وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے اسی وضاحت کے ساتھ یہ واقعات رونما ہوں تو پھر انسان کو واقعی اس طرف جھکنا چاہئے اور توجہ کرنی چاہئے۔

قرآن کریم کا بیان فرمودہ بے مثال اور عظیم الشان اعلان

ایک دوست نے سورہ المومنون آیت ۱۰۱ "ومن ورائہم برزخ الیٰ یوم یبعثون" کے حوالے سے یہ سوال اٹھایا کہ یہ کون سا Domain ہے جس کی اس آیت میں بات ہو رہی ہے۔ کس جگہ کون لوگ اٹھائے جائیں گے۔

حضور نے فرمایا یہ تو اسی دنیا میں اسی جگہ اور اسی کائنات میں یہ واقعہ رونما ہوگا لیکن اس کی Dimensions کا جب تک ہمیں شعور حاصل نہ ہو اس وقت تک ہم نہیں سمجھ سکتے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip Road, Greenford
Children and Ladieswear Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

Kensy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

(ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۲۰)

اینٹی مونیم کروڈ، اپیوسائی نم، ارجنٹم نائٹریکم اور دیگر مختلف ہومیو ادویہ کے خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۳ جون ۱۹۹۴ء کو
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

[لندن، ۱۳ جون ۱۹۹۴ء] سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ہومیو پیتھی کلاس میں جن اہم ادویہ کا ذکر فرمایا وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

اینٹی مونیم کروڈ (Antimonium Crudum)

حضور نے فرمایا اصولی بات یہ یاد رکھنے والی ہے کہ اصل چیز جس سے دوا بنائی گئی ہے اس کی اصلی علامتیں ضرور کسی نہ کسی رنگ میں برقرار رہتی ہیں۔ یہ دوا اینٹی مونیم کروڈ اینٹی منی سے بنی ہے۔ اس کی علامات میں معدے کی خرابی، متلی، پھیپھڑوں پر اثر، ناخنوں پر اور ناک کے کناروں پر اثر، ناک کے کنارے چھل جانا اور ہونٹ کے کنارے چھل جانا اور خشک اگیزیما ہیں۔

اینٹی مونیم کروڈ میں اکثر گرمی سے تکلیف ہوتی ہے۔ انسان ٹھنڈے کمرے میں سونا پسند کرتا ہے۔ اگر Radiation کی گرم ہوا ہو تو وہ اسے تکلیف دیتی ہے۔ اینٹی مونیم کروڈ میں ایک اور بات ہے جو بہت کم دواؤں میں ملتی ہے کہ پاخانہ نارمل ہو مگر خون پھر بھی آئے گا۔ ایپس میں بھی بعض اوقات خون آتا ہے۔ اس لئے کہ انتڑیوں میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ انتڑیوں میں سوزش ایپس کی پہچان ہے اور اس میں بھلپھلی ورمیں ہوتی ہیں، بہت سخت نہیں اور اس کا گردے سے تعلق ہے۔ بعض ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ڈنگ دار دردیں ہوتی ہیں جیسے بچہ اچانک سوتے میں چیخ مارتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مستقل درد نہیں۔ بعض بیماریوں میں ڈنگ دار دردیں پاؤں سے اٹھتی ہیں۔ اس میں لیڈم (Ledum) اچھی دوا ہے۔ لیڈم کی خاص باتیں پاؤں سے درد اٹھتی اور اوپر کی طرف جاتی ہے۔ نوک دار ہتھیاروں سے جو زخم پہنچتے ہیں ان کی دردوں میں لیڈم مفید ہے۔ اس میں ٹیس والی دردیں ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ چلتے چلتے اچانک اسی طرح ٹیس دار دردیں اٹھیں اور رکنا پڑے تو اس میں کاسٹیکم (Causticum) بھی بہت چوٹی کی دوا ہے۔

لیڈم کا حیرت انگیز اثر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ربوہ میں ایک مریضہ آئیں کہ ایڑی میں درد رہتا ہے۔ اور بعض دفعہ اچانک شدید درد اٹھتی ہے۔ میں نے ان کو غالباً لیڈم (Ledum) دی۔ تین چار ماہ کے بعد ان کی ایڑی میں بڑا سخت زخم بن گیا۔ ڈاکٹر نے زخم صاف کیا تو پتہ چلا کہ اندر ایک گندا زنگ آلود کیل تھا جو ڈاکٹر نے پکڑ کر نکال دیا۔ اس مریضہ سے پتہ چلا کہ کئی سال پہلے ان کی ایڑی میں ایک کیل چبھا تھا جو نکال دیا گیا تھا لیکن اس کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر ایڑی کے اندر رہ گیا تھا۔ حضور نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ شروع میں کاسٹیکم (Causticum) بھی دی ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ لیڈم میں تشنج بھی پایا جاتا ہے۔ ٹیٹنس (Tetnus) کے نتیجے میں بھی تشنج پایا جاتا ہے۔ کینٹ نے لکھا ہے کہ اگر کسی گھوڑے کو پاؤں پر گہرا زخم آ جائے تو آرنیکا (Arnica) یا لیڈم (Ledum) دیں۔ حضور نے فرمایا میں دونوں ملا کر دیتا ہوں۔ کوئی کیل یا گہرا کانٹا چبھ جانے سے اگر ٹیٹنس کی علامات ہوں تو لیڈم کے ساتھ آرنیکا ملا کر دی جائے۔

بچھو کے کاٹے کا علاج

حضور نے فرمایا آرنیکا اور لیڈم سے بچھو کا علاج بھی کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی تشنجی علامات ہوتی ہیں۔ ۲۰۰ طاقت میں دونوں دوائیں ملا کر ۵ منٹ کے وقفہ سے دیں۔ بعض لوگ نیٹرم میور (Nat. Mur) بھی ملا کر دیتے ہیں۔ ہر قسم کے ڈنگوں کا علاج آرنیکا (Arnica)، لیڈم (Ledum) اور نیٹرم میور (Nat. Mur) سے ہو سکتا ہے۔ پہلی دو خوراکیں ۵، ۱۰ منٹ کے وقفہ سے دیں پھر تھوڑا انتظار کر کے اور خوراک دیں۔ اگر فائدہ ہو تو نصف گھنٹہ کے اندر اندر بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی جلدی فائدہ شروع ہو جاتا ہے۔

اپیوسائی نم (Aposynum)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس دوا میں بھی انتڑیوں میں خون کا جاری ہونا (Bleeding)، نمایاں ورمیں (ایپس (Apis) کی طرح) ملتی جلتی علامات ہیں۔ لیکن ایک نمایاں فرق والی چیز ہے کہ ایپس میں پیاس نہیں ہوتی جبکہ اپیوسائی نم میں ناقابل برداشت پیاس ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا جہاں تک میں نے تجربہ کیا ہے اپیوسائی نم جگر سے زیادہ تعلق رکھتی ہے گردے سے نہیں۔ ملیریا کے پرانے مریض کا جگر خراب ہو جاتا ہے۔ ملیریا میں جراثیم کی عادت ہے کہ جگر میں اڈہ بناتے ہیں۔ اور جب وہ اپنا سرکل پورا کر لیتے ہیں تو ان جراثیم کے Cells ٹوٹ کر Toxin پیدا کر کے بخار چڑھاتے ہیں۔ بعض اوقات یہ جراثیم سالہا سال جگر میں بیٹھے رہتے ہیں اور جب تھکان کے بعد یا کسی اور وجہ سے جسم کی طاقت میں کمی آتی ہے تو اپنا اثر دکھا کر ملیریا بخار پیدا کر دیتے ہیں۔ جگر کے بعد تلی کی باری آتی ہے اور جب تلی پھولنا شروع ہو تو یہ ملیریا کی انتہائی نقصان دہ شکل ہوتی ہے۔ اس میں پیٹ پھول کر سخت ہو جاتا ہے۔ عام طور پر ایسے مریضوں کے چہرے بالکل پیلے ہو جاتے ہیں۔ دیکھتے ہی پہچان لئے جاتے ہیں۔ ایسے موقع پر اپیوسائی نم کو استعمال کرنا چاہئے۔ اگر ساتھ ورمیں بھی ہوں لیکن پیاس کی شرط ساتھ یاد رکھیں۔

حضور نے فرمایا کہ تلی کے کیسز میں Ceanothus بھی یاد رکھیں۔ ۱ × سے لے کر ۶ × تک اور اگر × میں نہ ہو تو مدر ٹنکچر سے لے کر ایک قطرہ کو ۱۰ قطرے پانی میں اچھی طرح ہلا کر ملائیں تو ۱ × بن جائے گی۔ یہ تلی کے کیسز میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض بچوں کے دماغ کے پردوں سے پانی رستا ہے اور سر کو پھیلاتا جاتا ہے ایسی جگہ اپیوسائی نم کام آتی ہے۔

اینٹی مونیم ٹارٹ (Antimonium Tart) کا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ مریض دیکھنا بھی کسی کو پسند نہیں کرتا۔ ایسے مریض کے پاس کسی کو عیادت کے لئے نہ بھیجیں اس سے اس کی مرض میں اضافہ ہو گا۔ حضور نے بتایا کہ ایپس کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ جب بد خبر ملے یا حسد ہو تو دائیں طرف کا فالج ہو جاتا ہے۔ حسد کی جلن بڑی نقصان دہ ہوتی ہے۔

Lillium Tigrinum

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دل کی تکلیف میں یہ دوا بہت اچھی ہے خصوصاً ہسٹیریائی مزاج کی عورتوں کے لئے بہت مفید ہے لیکن Lillium کی بعض علامتیں خاص طور پر یاد رکھنی چاہئیں جو اسے باقیوں سے ممتاز کر کے دکھاتی ہیں۔ اس میں نبض آہستہ ہوتی ہے۔ اپیوسائی نم میں بھی نبض آہستہ ہو جاتی ہے۔ ناجا (Naja) جو سانپ کا زہر ہے اس کا بھی دل پر اثر ہوتا ہے۔ ناجا نبض تیز اور آہستہ دونوں میں اثر کرتی ہے۔ اگر ناجا کی علامتیں ملتی ہوں تو ایسے کیسز میں جب نبض صرف ۳۰ رہ گئی تھی ناجا نے اچھا اثر کیا ہے۔

ایلنتھوس (Ailanthus) بخار کے بریک ڈاؤن کے وقت شروع میں سلفر ۲۰۰ اور ایکونائٹ ۲۰۰ اور پائیروجینم ہفتے میں ایک دفعہ کافی ہے۔ بعض دوا خانے لاکھ کی طاقت کو بھی شروع میں استعمال کرواتے ہیں۔ شروع میں دس پندرہ منٹ کے وقفے سے دو خوراکیں دیں۔

ہومیو پیتھی کی کتب

ہومیو پیتھی کی مختلف کتب کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ بورک اینڈ ٹیفل کی میٹیریا میڈیکا اچھی کتاب ہے۔ یہ امریکن ہے۔ یہاں انگلستان میں نیلسن کی بھی ایک کتاب ہے۔

امریکن زیادہ تر اونچی پوٹینسیوں میں اور انگلش اکثر چھوٹی پوٹینسیوں میں دوا دینا پسند کرتے ہیں۔ اچھی کتب میں ڈیویز اور ایلن کی کتب شامل ہیں۔ اگر میٹیریا میڈیکا پڑھنی ہو تو کینٹ کی بہترین ہے۔ فرنگٹن بھی اعلیٰ درجے کی کتاب ہے۔ ہندوستان کے کاشی رام نے سب کتب کو اکٹھا کر دیا ہے۔ یہ اردو میں ہے۔ انڈیا کی کتاب "دی بوس" بھی اچھی ہے۔ یہ کلکتہ کے ایک بنگالی صاحب ہیں۔ احمدی ڈاکٹروں میں سے ڈاکٹر رشید احمد بنگالی صاحب نے بھی ایک کتاب لکھی تھی انہیں زیادہ تر دواؤں کے فلسفہ پر گفتگو کا شوق تھا مگر مشکل یہ ہے کہ جو فلسفہ انہوں نے بیان کیا ہے روزمرہ کے استعمال میں اس کا فائدہ نہیں ہوتا۔ ویسے وہ خود اچھے ڈاکٹر تھے۔ ان کے ہاتھ میں شفا بھی تھی۔ کینٹ نے بھی بڑا واضح بیان دواؤں کا کیا ہے۔

یاد داشت کی دوائیں

ایک خاتون نے یادداشت کو بہتر بنانے کے لئے دوا پوچھی اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یادداشت کو بہتر کرنے کے لئے عموماً کالی فاس (Kali Phos) مناسب ہے۔ اگر لمبی بیماری کے نتیجہ میں خرابی ہو تو ایلیومینا (Alumina) اور سلفر (Sulp-hur) بھی کار آمد ہیں۔ وہ مریض جن کے دماغ کو اچانک خون کی سپلائی بند ہو جانے سے یادداشت ختم ہو جائے اس کو دوبارہ جاری کرنے کے لئے سلفر بہت اچھی دوا ہے۔

سلفر کو عام یادداشت کو بہتر بنانے کے لئے بھی استعمال کر کے دیکھا ہے اس سے فائدہ ہوا ہے۔

ارجنٹم نائٹریکم (Argentum Nitric)

یہ روزمرہ کی دوا ہے بچوں کے اسہال ہوں یا کھانا کھاتے ہی حاجت ہو۔ رات کو سوتے میں پاؤں کی بے چینی ہو، دل کی تکلیفوں میں بھی یہ مفید ہے۔ میٹھے کی زیادہ خواہش میں بھی اس کا استعمال ہے اور جہاں برعکس صورت ہو اور میٹھے کی بالکل خواہش نہ ہو وہاں بھی مفید ثابت ہوئی ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ بعض دوائیں اپنے برعکس صورت میں بھی فائدہ دیتی ہیں۔ مثلاً برائیونیا (Bryonia) پیاس بجھانے کے لئے ہے۔ جیلسیمیم (Gelsimium) یہ پیاس لگانے کے لئے ہے۔ پیاس نہ لگے تو ان کے لئے اور جہاں پیاس زیادہ لگتی ہے وہاں اس کی شدت کم کر دیتی ہے۔ یہ جہاں فائدہ دیتی ہے وہاں پیشاب کو بھی مناسب کر دیتی ہے۔ اس پر ابھی پوری تحقیق ہومیو پیتھ نے نہیں کی کہ ذہن کے کس مرکز پر یہ اثر کرتی ہے۔ کیونکہ بعض دوائیں متضاد اثرات بھی پیدا کرتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا دواؤں کو ان کے نمایاں اثرات سے باندھنے کے بعد استعمال کریں۔ ضروری نہیں کہ انسانی بیماریاں سو فیصد کسی بیرونی دوا سے مشابہ ہوں۔ بعض دفعہ اثرات مختلف ہوتے ہیں ایسے میں مریض کی علامات تفصیل سے معلوم کریں۔ مزاج کی بنیادی صفات بھی معلوم ہونی ضروری ہیں۔ بیماری کی علامات کو بھی ہومیو پیتھک ادویہ ٹھیک کرتی ہیں اور برعکس علامات کو بھی ٹھیک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

ایک خاتون نے سوال کیا کہ مجھے نیند بہت آتی ہے اور کلاس وغیرہ میں توجہ قائم نہیں رہتی۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کالی فاس (Kali Phos 6X) کے ساتھ فیرم فاس (Ferrum Phos 6X) ملا کر استعمال کریں۔

اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

طب و صحت

وٹامنز

Vitamins

آج کل کی تیز رفتار دنیا میں بازار سے خرید کر تیار شدہ کھانا کھایا جاتا ہے اس میں ضروری وٹامنز اور Minerals کی کمی کا بہت احتمال ہوتا ہے۔ ان اشیاء کی ضرورت کا جائزہ ان کے درج ذیل تعارف سے لگایا جاسکتا ہے۔

وٹامن اے

یہ وٹامن سب سے پہلے دریافت ہوئی تھی اسے Ratinal بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا جسم میں انجذاب تیل کے ساتھ استعمال کرنے سے زیادہ بہتر طور پر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تیل میں حل پذیر ہے۔ اس کے کاموں میں رات کی بصارت، قوت مدافعت کو بڑھانا اور جلد، بالوں اور ناخنوں کو بہتر حالت میں رکھنا شامل ہیں۔

چونکہ یہ جسم میں سٹور ہو جاتی ہے اس لئے اس کی ضرورت سے زائد مقدار نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ ایک بڑے آدمی کے لئے اس کی مقدار ۶۰۰ سے ۹۵۰ مائیکروگرام تک ہونی چاہئے۔ خطرناک حد مردوں میں ۹۰۰۰ مائیکروگرام اور خواتین میں ۷۵۰۰ مائیکروگرام ہے۔ زائد از ضرورت مقدار جگر میں اکٹھی ہو کر خطرہ کا موجب بن سکتی ہے۔ خطرہ کی علامات میں جلد پر چانے سے بن جانا اور جوڑوں میں درد وغیرہ شامل ہیں۔

یہ وٹامن مچھلی کے تیل، کلیجی، گردے، انڈے، دودھ کی مصنوعات، مچھلی جیسے میکرال اور سارڈین وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ ۱۵ گرام مکھن میں ۷۵ مائیکروگرام، ۴۰ گرام پنیر میں ۲۰۰ مائیکروگرام اور بھیڑ کے بچے کی ۱۲۰ گرام کلیجی میں ۲۴،۴۰۰ مائیکروگرام وٹامن اے پائی جاتی ہے۔ اس لئے کلیجی ہفتہ میں صرف ایک روز کھانی بہتر ہوتی ہے۔ حاملہ عورتوں کے لئے زیادہ خوراک خطرناک ہو سکتی ہے۔ اس لئے انہیں کلیجی سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔ وٹامن اے زیادہ دیر تک پکانے اور دھوپ میں رکھنے کے نتیجہ میں غذا میں سے ضائع ہو جاتی ہے۔

بیٹا کیروٹینین

یہ کیمیکل وٹامن تو نہیں لیکن ضرورت پڑنے پر وٹامن اے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ فضا میں دھوئیں یا سگریٹ نوشی کی وجہ سے ایسے مالیکیول جو خون میں آزادانہ حالت میں پائے جاتے ہیں اور دل اور کینسر کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس کیمیکل کی موجودگی سے ختم ہو جاتے ہیں۔ بیٹا کیروٹین مالٹے اور زرد رنگ کے پھلوں اور سبزیوں مثلاً خوبانی، آم، سنگترہ، آڑو، کدو، ٹماٹر اور گاجر وغیرہ میں کافی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گوبھی، بند گوبھی، پالک، شکرقندی اور آلوچہ وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور دھوپ میں رکھنے سے یہ غذا میں کم ہوتی جاتی ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

بی کمپلیکس

بارہ وٹامنز کا یہ گروپ بہت سے افعال مثلاً بڑھوتری، جسمانی قوت، صحت مند جلد اور خون وغیرہ کی صحت میں کار آمد ہوتا ہے۔ یہ وٹامنز پانی میں حل پذیر ہیں اور جسم میں سٹور نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے ان کی خوراک روزانہ ہی درکار ہوتی ہے۔ ان میں درج ذیل وٹامنز شامل ہیں۔

(۱) وٹامن بی۔ ۱

(Thiamine) (تھایامین)

انٹی بایوٹک ادویات کے استعمال سے بی۔ ۱ کی مقدار جسم میں کم ہو جاتی ہے اور یہ صحیح طور پر جسم میں جذب نہیں ہوتی۔ یہ نظام انہضام اور اعصابی نظام کے لئے بہت اہم ہے اور دباؤ میں جسم کی مدد کرتی ہے۔ اس کی کمی سے بیری بیری جیسا مرض لاحق ہو سکتا ہے۔ یہ وٹامن دودھ، گندم، سیلا چاول، اور جو وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ اور ایک شخص کی روزانہ ضرورت ۰۶۸ ملی گرام ہوتی ہے۔ یہ زیادہ دیر تک پکانے سے خراب ہو جاتی ہے۔

(۲) وٹامن بی۔ ۲

(Roboflovin) (ریبوفلووین)

جسمانی خلیوں میں قوت بہم پہنچانے کے عمل میں نیز جلد، بالوں اور ناخنوں کی درستگی میں یہ وٹامن اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس سے بندناک اور چھاتی کھل جاتی ہے۔ اس وٹامن کی زیادہ تر مقدار دودھ سے حاصل ہو جاتی ہے لیکن اگر دودھ کو دھوپ میں رکھا جائے تو ۲ گھنٹے میں تقریباً نصف مقدار ضائع ہو جاتی ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے دودھ، پنیر، روٹی، سبز پتوں والی سبزیاں، مچھلی اور گوشت بہترین غذا ہے۔ روزانہ تقریباً ۱ء۱ ملی گرام درکار ہوتی ہے جو ڈبل روٹی کے دو توسوں یا تین چھٹانک دودھ سے حاصل ہو سکتی ہے۔

(۳) وٹامن بی۔ ۳

(Niacin) (نیاسین)

یہ بھی جسم کو قوت حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے اور جسم اس کی کمی Tryptiphan سے پوری کر لیتا ہے جو دودھ میں کافی مقدار میں موجود ہوتی ہے۔ گوشت، دودھ، مچھلی، اناج، پنیر اور مونگ پھلی وغیرہ میں بہت مقدار میں پائی جاتی ہے۔ یہ پکانے سے ضائع ہو جاتی ہے اور انسانی جسم کو روزانہ ۱۲۶۸ گرام تک درکار ہوتی ہے۔ جو تقریباً دو چھٹانک بغیر چربی کے گوشت یا ایک چھٹانک مونگ پھلی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

(۴) وٹامن بی۔ ۵

(پینٹو تھینک ایسڈ)

(Pantothenic Acid)

اس کے کاموں میں تیل اور نشاستہ دار غذا سے قوت حاصل کرنا ہے اور جسم کے مدافعتی نظام اور صحت مند جلد کے لئے کار آمد ہے۔ اس طرح دباؤ میں بھی فائدہ مند ہے۔ یہ کلیجی، انڈے، سیلا چاول، اناجوں اور راب وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے۔ روزانہ کی مقدار تین تا سات گرام ہے جو ۱۰۰ گرام مونگ پھلی سے مل جاتی ہے۔ یہ بھی گرمی دھوپ اور Caffine سے ضائع ہو جاتی ہے۔

(۵) وٹامن بی۔ ۶

(پائریڈوکسین)

(Pyridoxine)

یہ جسم میں پروٹین کے استعمال میں مدد کرتی ہے اور خون کے خلیات اور اعصاب پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اسے Anti—depression وٹامن بھی کہتے ہیں۔ گوشت، مچھلی، دودھ، انڈے، اناج اور کیلے وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ روزانہ ضرورت ۲ء۱ ملی گرام ہے جو دو کیلوں سے پوری ہو جاتی ہے۔ زیادہ پکانے سے یہ ضائع ہو جاتی ہے۔

(۶) وٹامن بی۔ ۱۲

(کوبالامین)

(Cobalamine)

خون کے سرخ ذرات کے بننے کے لئے بہت ضروری ہے اور اس کی کمی سے Pernicious anemia ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اعصابی نظام کو متوازن رکھنے اور جسم کو قوت حاصل کرنے میں بھی مدد دیتی ہے۔ یہ چونکہ گوشت میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے سبزی خوروں میں اس کی کمی ہو جاتی ہے۔ مچھلی، پنیر وغیرہ میں کافی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ روزانہ کی مقدار ۱۶۵ ملی گرام ہے، ۵۰ گرام مچھلی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

(Folic Acid) فولک ایسڈ

یہ وٹامن بی ۱۲ کے ساتھ مل کر نئے خلیات بناتا ہے۔ اس کی کمی سے انیمیا کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ خاص طور پر حاملہ خواتین میں پہلے تین ماہ میں بہت ضروری ہے۔ روٹی، کیلے، سبز پتوں والی سبزیاں، مالٹے، دالوں (خاص طور پر مسور کی دال) میں بہت پایا جاتا ہے۔ روزانہ کی مقدار ۲۰۰ ملی گرام ہے اور تمازت، دھوپ اور زیادہ پکانے سے ضائع ہو جاتا ہے۔

وٹامن ۔ سی

یہ بھی جسم میں سٹور نہیں ہو سکتی۔ اس لئے روزانہ ہی غذا میں درکار ہوتی ہے۔ یہ جسم کو آلودہ فضا کے اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔ مضبوط رگ پٹھوں کے بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس سے دانت، مسوڑھے، اندرونی زخم، زخموں کا آہستہ اندمال اور سکروی وغیرہ جیسی بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ یہ انفیکشن کے خلاف مدافعت میں، غذا سے فولاد جذب کرنے میں اور بعض قسم کے کینسر کو ختم کرنے میں مدد گار ثابت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کے گردے میں پتھری ہو انہیں زیادہ مقدار میں اس کا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ یہ مالٹوں، گوبھی، اور گریپ فروٹ وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔

یہ تمام وٹامنز میں سے سب سے جلدی ضائع ہوتی ہے۔ اور روشنی میں پکانے سے بہت بڑی مقدار ضائع ہوتی رہتی ہے اس لئے تازہ کھانے کے ذریعہ جس میں پانی کم ملایا گیا ہو اس کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ سگرٹ نوشی بھی اس کے انجذاب میں رکاوٹ ڈالتی ہے اور W.H.O. نے اپنی سفارشات میں اس وٹامن کو حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ مقدار میں تازہ سبزیاں اور پھل کھانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ ہمیں روزانہ ۲۵۰ ملی گرام درکار ہوتی ہے۔

وٹامن ۔ ڈی

یہ کیلشیم کے ساتھ مل کر خون اور ہڈیوں میں مضبوطی پیدا کرتی ہے۔ بچوں میں اس کی کمی سے Rickets جیسی بیماری ہو جاتی ہے جس میں ہڈیاں ٹیڑھی رہتی ہیں۔ انسانی جسم اس کو دھوپ کی موجودگی میں خود ہی تیار کر لیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ دودھ، انڈے، مچھلی، مکھن اور پنیر میں پائی جاتی ہے۔ اس کی زیادہ مقدار خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔

وٹامن ۔ ای

جسم کو مختلف آلودگیوں سے بچاتی ہے۔ خلیوں کو ٹوٹنے سے بچانا، خون کو نہ جمنے دینا، خون کی نالیوں کو مضبوط بنانا، اور ہارمونز کا کنٹرول اس کے چند اہم کام ہیں۔ مختلف تیلوں مثلاً سورج مکھی اور سرسوں کے تیل میں زیادہ تر پائی جاتی ہے۔ اسکے علاوہ بادام، مونگ پھلی، پالک، گندم وغیرہ میں بھی ملتی ہے۔ ہوا، سورج اور زیادہ پکانے وغیرہ سے ضائع ہو جاتی ہے۔

وٹامن ۔ کے

(Phytomenadione)

اس کی موجودگی میں خون جمنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح زخم ہونے کی صورت میں بے تحاشہ خون نہیں بہتا۔ سبزیوں مثلاً گوبھی، بند گوبھی، پالک، مٹر وغیرہ میں ملتی ہے۔ انسانی جسم میں انتڑیوں میں موجود بعض جراثیم اسے خود تیار کرتے ہیں۔ دھوپ میں اور زیادہ پکانے سے ختم ہو جاتی ہے۔

اس سارے مضمون کو خلاصۃً اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ تیل دار اشیاء کم استعمال کریں، زیادہ تلیں نہیں، ڈبوں میں بند کھانے بھی استعمال نہ کریں، پانی زیادہ پئیں، کچی سبزیاں اور پھل استعمال کریں۔ گلے سڑے پھل استعمال نہ کریں کیونکہ ان میں وٹامن ضائع کرنے والے انیزائمز پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ (ماخوذ از دی نیشن)

Earlsfield Properties

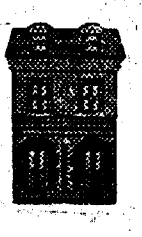

RENTING AGENTS

081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

مغرب کا دستور صحافت

انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کا بیشتر حصہ سائنسی زمانہ (Scientific Age) تھا جبکہ بیسویں صدی کا آخری حصہ اور اکیسویں صدی سائنس کو پیچھے چھوڑ کر Information Age میں داخل ہو چکے ہیں۔ قوموں کے عروج و زوال اب سائنس سے زیادہ انفارمیشن پر منحصر ہوتے جارہے ہیں اور انفریشن مغرب کی لونڈی ہے، مغرب کو اس پر مکمل اجارہ داری حاصل ہے، اور وہ جس طرح چاہتا ہے اس کا استعمال کرتا ہے اور کوئی اسے روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔

مغرب صدیوں سے اسلام کی عالمگیر قوت سے خائف چلا آرہا ہے۔ جس طرح یہودی Holocaust سے الرجک (Allergic) ہو کر مشرق وسطی میں ظلم و بربریت جاری رکھے ہوئے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے دہشت گردی ختم کر دی تو انہیں ایک اور Holocaust کا سامنا کرنا پڑ جائے۔ اس طرح پر مغرب مسلمان حکمرانوں کے ہاتھوں شمالی افریقہ، مڈل ایسٹ اور یورپ میں اپنی تاریخی شکستوں اور ہزیتوں کو نہیں بھلا سکا اور ان سے اس قدر الرجک اور خوف زدہ ہے کہ وہ اسلام کو دوبارہ سر اوپر اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہودیوں کی خوف زدگی اور مغرب کے عیسائیوں کی خوف زدگی بنیادی طور پر ایک جیسی ہیں۔ لیکن دونوں اقوام کے ردعمل مختلف ہیں۔ یہودی اب مسلمان کو تلوار کے زور سے زیر رکھنا چاہتا ہے جبکہ مغربی عیسائی تلوار سے زیادہ طاقتور ہتھیار یعنی ڈس انفارمیشن (Disinformation) استعمال کر رہا ہے۔ کمیونزم کی ۷۰ سالہ آندھی نے مغرب کی اسلام دشمنی کو کسی حد تک دبائے رکھا۔ کیونکہ مسلمان ممالک کیمیونزم کے بنیادی دشمن ہونے کے لحاظ سے مغرب کے مؤید و مددگار تھے۔ لیکن جونہی یہ آندھی تھمی مغرب کی اسلام دشمنی پھر سے ہری ہوگئی اور انہوں نے اسلام کے خلاف سازشوں کا ایک نیا جال پھیلا دیا۔ ان کی جدید Strategy یہ ہے کہ اسلامی ممالک اور اسلامی افراد کی خفیہ مدد اور حوصلہ افزائی سے ایسے حالات پیدا کئے جائیں جو اسلام کی بدنامی کا باعث ہوں اور پھر ان واقعات کو مناسب منصوبہ بندی سے کتب، اخبارات، رسائل و جرائد، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ وغیرہ کے ذرائع ابلاغ میں اچھالا جائے۔ تا کہ دنیا کی اکثر آبادی بالعموم اور مغربی آبادی بالخصوص اسلام سے شدید نفرت کرنے لگ جائے۔ اور اس طرح سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو روکنا ممکن ہو سکے۔ سلمان رشدی کا واقعہ، عراق کی ناکہ بندی، بوزنیا کی صورت حال، چیچنیا کے واقعات، مسلمان ممالک میں دہشت کی حوصلہ افزائی اور پھر اس کی تشہیر اور اسرائیل کی پشت پناہی وغیرہ اسی منصوبے کی کڑیاں ہیں۔

اسلام پر ان حملوں کا خطرناک ترین پہلو یہ ہے کہ اس کی منصوبہ بندی اس طرح پر کی گئی ہے جسے انگریزی میں Head I Win, Tail you lose کہتے ہیں یعنی ظلم بھی مسلمانوں پر ہوتا ہے اور بدنام بھی وہی ہوتے ہیں۔ مغرب ظالم ہونے کے باوجود اپنا مقصد بھی حاصل کر لیتا ہے اور نیک نامی بھی۔ مثلاً رشدی کو بھاری رشوت دے کر اس سے اسلام اور بزرگان اسلام کو غلیظ گالیاں دلوائی جاتی ہیں۔ اور جب مسلمان اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں تو انہیں جاہل، آزادی تحریر و تقریر کے دشمن، انتہاپسند، بنیاد پرست اور تشدد پسند قرار دے کر اسلام سے نفرت پیدا کی جاتی ہے اور مغرب کو روشن دماغ، آزادی تحریر و تقریر کا شیدائی، جمہوریت کا چیمپئن Champion اور انسانی حقوق کے علم بردار کے طور پر پیش کر کے دنیا کو اسلام اور مغرب (عیسائیت) میں مقابلہ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ عراق کو دودھ، خوراک اور ادویات سے محروم کر کے لاکھوں بچوں، عورتوں اور مردوں کو قتل کیا جارہا ہے اور اس کاروائی کے خلاف اٹھنے والی آوازوں کو دہشت گردی کی حمایت قرار دے کر مشتہر کیا جاتا ہے۔ بوزنیا کے مسلمانوں کی ناکہ بندی کر کے اور عیسائی دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی کر کے ایک مسلمان ریاست کو ختم کیا جارہا ہے۔ اور جو آواز اس ظلم کے خلاف اٹھتی ہے اسے زبردستی دبایا جاتا ہے اور بے عقلی اور جہالت کے طور پر مشتہر کیا جاتا ہے۔ چیچنیا کے مسلمانوں پر روسی مظالم کو روس کا اندرونی معاملہ کہہ کر مسلمانوں کے قتل و غارت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ خومینی، صدام اور ضیاء الحق جیسے لوگوں کو پال پوس کر ان سے دہشت گردی کروائی جاتی ہے۔ اور پھر اس دہشت گردی کی تشہیر کر کے اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے۔ سعودی عرب کے لاڈ نخرے برداشت کر کے اسے تشدد پسند بنایا جاتا ہے اور پھر اس کی پر تشدد سزاؤں پر فلمیں بنا کر دنیا کو دکھائی جاتی ہیں کہ اسلام کس قدر پر تشدد مذہب ہے۔ وغیرہ۔

اور اسلام دشمنی کی اس خطرناک مہم کا عجیب ترین پہلو یہ ہے کہ اسلام دشمنی کی قیمت بھی اسلامی ممالک سے وصول کی جاتی ہے۔ ان کو دہشت گرد بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اور دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کے لئے بار باران کو اربوں ڈالر کا اسلحہ بھی فروخت کیا جاتا ہے بلکہ بعض اوقات انہیں اسلحہ خریدنے پر مجبور بھی کیا جاتا ہے۔ مغربی ممالک کے بجٹ انہی دہشت گرد مسلمان ممالک کو اسلحہ فروخت کر کے متوازن کئے جاتے ہیں۔ جسے ذلیل کیا جاتا ہے اسی سے اس کی ذلت کی بھاری قیمت بھی وصول کی جاتی ہے۔ ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اربوں ڈالر بھی دیں، جوتیاں بھی کھائیں، اپنے مذہب کو بھی بدنام کریں اور مغرب کی نیک نامی کا باعث بھی بنیں۔

اسلام پر یہ حملے صدیوں سے جاری ہیں اور خدا معلوم کب تک جاری رہیں گے۔ جو نقصان ہو چکا سو ہو چکا۔ آئندہ کے لئے اس کا مؤثر سدباب ممکن ہے۔ لیکن ان طریقوں سے نہیں۔ جن سے صرف دشمن ہی کو فائدہ ہوتا ہے بلکہ عقلی، فکری، علمی اور قلمی طور پر مغرب کو شکست دینے کی ضرورت ہے۔

اسلام کی اصل طاقت اس کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے۔ مغرب اسلام کی جن تعلیمات کے حوالے سے اسلام پر حملے کرتا ہے ان میں سرفہرست اسلامی جہاد، اسلامی پردہ، اور عورتوں کے حقوق ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمان ان تینوں محاذوں پر اسلام کا دفاع کرنے کی بجائے اپنی بے وقوفی سے مغرب کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ قرآن و سنت پر اموی اور عباسی حکومتوں کے دور کے فتوؤں کو حکم بنا کر کافر، مرتد، منافق، گستاخ، اور بے ادبوں کے لئے سزائے موت کے قوانین بنوا رہے ہیں اور دشمنان اسلام کو موقع دے رہے ہیں کہ وہ ان فتوے بازوں کے کندھوں پر بندوق رکھ کر اسلام پر حملہ آور ہوں۔ قرآن مجید کی ایسی تفسیروں کو سینے سے چمٹائے بیٹھے ہیں جن میں یہودی اور نصرانی روایات کو بلا تحقیق شامل کر دیا گیا ہے اور دشمن ان سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ بظاہر ایسے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے کہ مسلمان اپنے ان غلط عقائد اور روایات کو ناموس اسلام کی خاطر ترک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بالآخر دفاع اسلام کی یہ ذمہ داری صرف جماعت احمدیہ کے لئے رہ جاتی ہے۔ اور صرف یہی ایک جماعت ہے جو حقیقی اسلام کے احیاء کے لئے قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق دنیا بھر میں علمی و قلمی جہاد میں مصروف ہے۔

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

دنیائے مذاہب

اینگلیکن چرچ میں دعاؤں کے الفاظ کے انتخاب پر شدید کشمکش کا خطرہ

(نمائندہ الفضل، آسٹریلیا) - یہاں کا اینگلیکن چرچ اپنی دعاؤں کی کتاب میں ترمیم کے مسئلہ پر شدید اندرونی کشمکش کا شکار ہو گیا ہے۔ سڈنی مارننگ ہیرلڈ نے ۸ اپریل کی اشاعت میں "نئی دعاؤں کی کتاب پر شدید کشمکش کا خطرہ منڈلا رہا ہے" کے جلی عنوان سے ایک مذہبی نامہ نگار کی رپورٹ شائع کی ہے۔ عنوان ہے:

(Battle looms over New Prayer Book)

نامہ نگار لکھتا ہے کہ دعاؤں کی ایک جدید کتاب شائع کرنے کے مسئلہ پر مدتوں سے ایک کشمکش جو چل رہی تھی اب پھر ابھر کر سامنے آرہی ہے۔ اختلافی امر یہ ہے کہ اس منصوبہ کے تحت اس کتاب میں مندرج تمام ایسے الفاظ خارج کر دئے جائیں گے جو کسی خاص صنف (مذکر یا مؤنث) کو ظاہر کرتے ہیں۔ نیز خدا کو نئے الفاظ سے یاد کیا جائے گا اور وہ دعا جو شادی کے موقعہ پر کی جاتی ہے اس میں یہ شکر بھی ہو گا کہ ہمیں جنسی محبت کا انعام حاصل ہوا۔ شادی کے موقع پر دعا جو تجویز کی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے "خدائے خالق کی محبت کی خوشی حاصل کرنے کے لئے ہم جنسی محبت کے انعام کے ملنے پر تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں میاں بیوی ایک دوسرے سے خوشی حاصل کریں اور تیرے فضل سے تیری زندگی کے پیدا کرنے کی خوشی میں شامل ہوں اور ہمیشہ ایک دوسرے سے پیار کریں اور تمام دن تیری مہربانی تلے خوشیاں منائیں۔ آمین"۔

اس کتاب کا نام A Prayer Book for Australia ہے اور اس میں "مالک کی دعا" (Lord's Prayer)، مقامی قدیم باشندوں (Aborigines) کے ساتھ صلح صفائی کی دعا، گھروں کے اندر زیادتیوں کا شکار بننے والے افراد کی دعا، لے پالک (Adopted) بچوں کی دعا اور دوسری اور اس کے بعد کی شادیوں کے موقعہ پر کی جانے والی دعا بھی شامل ہو گی۔ اس کتاب میں "قادر باپ" (Almighty Father) کی جگہ مہربان خدا اور محبت خدا کے الفاظ شامل ہونگے اور مقامی قدیم باشندوں کی دعا میں "مقدس خوابوں والے خدا" (God of Holy Dreaming) کے الفاظ شامل ہوں گے۔ (یہاں کے قدیم باشندے خوابوں کے ذریعہ رہنمائی حاصل ہونے پر یقین رکھتے ہیں)۔

ان دعاؤں میں خدا کو باپ اور مذکر کے صیغہ سے یاد کیا جائے گا جبکہ بہت سے مقامات پر Man کی جگہ They کا لفظ استعمال کیا جائے گا۔ اس کی وجہ مصنفین کے نزدیک یہ ہے کہ جہاں انسانوں کا عمومیت کے لحاظ سے ذکر ہو وہاں صرف مذکر کے صیغہ کا استعمال بہت سی مستورات کے لئے وجہ ناراضگی ہے اور ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والا ہے۔

یہ کتاب سب سے پہلے اینگلیکن چرچ کے دو ہزار نمائندگان نے ۱۹۷۷ء میں منظور کی تھی اور اب اس کی پہلی نظر ثانی کی جارہی ہے۔ اس میں ۲۵۰ افراد کی محنت شامل ہے جس کا مقصد اینگلیکن عبادت کے نظریات و تصورات کو جدید سانچہ میں ڈھالنا ہے۔

مسلمان اگر سوچیں تو ان پر خدا کا کتنا فضل ہے کہ قرآن و حدیث کے ذریعہ سکھائی ہوئی دعائیں ہمیشہ کے لئے تمام انسانوں کی سب ضرورتوں کی کفیل ہیں اور وہ کسی ترمیم و تجدید کی محتاج نہیں۔ اور مزید یہ کہ اپنی حاجات کو خدا کے سامنے اپنی زبان میں پیش کرنے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ اسے پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

بقیہ سوال و جواب

بظاہر یہ بات ایک جدید سائنسی زبان میں ہو رہی ہے۔ لیکن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو چودہ سو سال پہلے اسی طرح خدا تعالیٰ نے اطلاع دی اور آپ نے یہی لفظ استعمال فرمائے ہیں۔ چنانچہ جب جنت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا " عرضہا السماوات والارض " (آل عمران : ۱۳۴) کہ جنت کا دائرہ آسمان اور زمین پر محیط ہے تو صحابہ میں سے کسی نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اگر ساری کائنات پر جنت محیط ہے تو جہنم کہاں ہوگی۔ تو آپ نے فرمایا وہ بھی یہیں ہوگی۔ " ولکن لا تشعرون " لیکن تم ان باتوں کا شعور نہیں رکھتے اور یہ کتنا عظیم الشان اعلان ہے۔ پس بیک وقت دو Dimemsions کا ایک دوسرے کے ساتھ ٹائم اور Space کا بظاہر Share کرنا اور کلیۃً ایک دوسرے سے الگ ہونا یہاں تک کہ تصور بھی اس کو نہیں پکڑ سکتا۔ یہ تصور قرآن کریم میں جب بیان فرمایا گیا تو اس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا کوئی نہیں سمجھا۔ تبھی یہ اعتراض اٹھا کہ اگر اس کائنات پر جنت محیط ہے تو پھر جہنم کہاں جائے گی تو آپ نے فرمایا وہ بھی یہیں ہوگی لیکن تم سمجھتے نہیں۔ اس کی Dimemsions الگ ہیں۔

مسیح کے ابن اللہ ہونے کے عقیدہ کا رد

ایک دوست نے مسیح کے ابن اللہ ہونے کے بارہ میں کہا کہ انہوں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ بچے کی پیدائش کے لئے یہ ضروری ہے کہ ۲۳ کروموسومز باپ کے ہوں اور اتنے ہی ماں کے ہوں لیکن مسیح کی ولادت میں یہ صورت محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جنسی تعلقات سے پاک ہے۔ مسیحیت کی طرف سے یہ جواب ہے کہ انسان کا جسم ہے خدا کا نہیں ہے۔ اس لئے انسان کی جسمانی حالتوں کا خدا سے تقابل کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ انسان آنکھ سے دیکھتا ہے لیکن خدا کی آنکھیں نہیں ہیں وغیرہ۔ حضور نے فرمایا میں آپ کا سوال سمجھ گیا ہوں۔ اس کا جواب میں اپنی نئی کتاب Christianity, a Journey from Facts-to Fiction میں دے چکا ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ بحث نہیں ہے کہ عیسائیوں کا دعویٰ اپنی ذات میں کس حد تک لغو ہے اور کس حقیقت اور کون سی دلیل پر مبنی ہے۔ یہ بحث ہم نہیں چھیڑتے۔ لیکن اگر اس دعویٰ کو من و عن قبول کیا جائے تو پھر دعویٰ یہ بنے گا کہ صرف ۲۳ کروموسومز رکھنے والا بچہ مکمل صورت میں پیدا ہو گیا ہے کیونکہ کروموسومز کا دوسرا حصہ جو باپ کی طرف سے آنا تھا (وہ چونکہ خدا کو باپ قرار دیتے ہیں) اس طرف سے آیا ہی نہیں۔ اس لئے مسیح اپنی ذات میں نہ تو مکمل خدا بنا اور نہ ہی مکمل انسان بنا۔ کیونکہ عیسائی کہتے ہیں کہ وہ مکمل انسان تھا اور مکمل خدا تھا۔ نامکمل انسان اس حد تک نامکمل کہ اگر مسیح کے وجود کی ۲۳ کروموسومز ہی پر بناء ہوتی تو وہ بندر بھی نہ بنتا۔ وہ کیڑوں مکوڑوں میں سے کوئی مخلوق ہوتا کیونکہ ۲۳ کروموسومز انسان کے تشخص کے لئے آدھے سے بھی کم ہیں۔ ویسے بظاہر آدھے ہیں لیکن عملاً جب چند کروموسومز غائب کر دیئے جائیں تو اس کی تخلیق ہی بالکل بدل جاتی ہے۔

پس سوال یہ ہے کہ وہ کروموسومز جو مسیح کے وجود کی پیدائش کے لئے، اسے انسان دکھانے کے لئے، ضروری تھے، وہ خدا کے اپنے ذاتی کروموسومز تھے یا بندہ کے تھے۔ اگر بندے کے تھے تو وہ بندہ کون تھا۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت کا نتیجہ ہے اس نے کروموسومز بنا دیئے ہونگے تو ہم کہتے ہیں پھر اس کو تخلیق کہتے ہیں، اس کو بچہ نہیں کہتے۔ جھگڑا تو صرف یہ ہے کہ مسیح کا باپ ہے یا نہیں۔ اگر یہ مانا جائے کہ مسیح کا انسانی باپ نہیں ہے تو پھر خدا کا باپ کہلانا تب ممکن ہوگا اگر خدا اس کی جسمانی کمی کو جو باپ کے بغیر بچے میں ہونی چاہئے تھی اپنی ذات سے پوری کرے۔ جب اس نے اپنی ذات سے پوری نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ جب خدا کے کروموسومز آئیں گے تو پھر خدا ہی غائب۔ تو وہ تخلیق ہے اور تخلیق میں اگر ان کا نظریہ سو فیصد مان لیا جائے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ خدا تعالیٰ نے تخلیق کر دی۔ تو جہاں تخلیق ہو گئی وہاں مسیح کے آدھے وجود کا قانون قدرت خالق (خدا کے تابع بنتا ہے وہ بھی) اور اس کا آدھا وجود خدا کی خاص تقدیر سے مخلوق بنا ہے۔ تو باپ بیٹے کا رشتہ پھر بھی قائم نہیں ہوتا بلکہ خالق اور مخلوق کا ہوتا ہے اور اسی پر قرآن کریم نے زور دیا ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ خدا خالق ہے اور کسی چیز کا باپ نہیں ہے۔ یہ دلیل جو ہم دے رہے ہیں وہ اس کو آگے نہیں بڑھاتے بلکہ آنکھیں بند کر کے وہ کسی اندھیرے میں چھپنے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ ان کی بات میں کوئی جان ہی نہیں ہے۔ سائل نے عرض کیا وہ تخلیق نہیں کہتے وہ تجسم کہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا مجھے پتہ ہے جب وہ تجسم کہتے ہیں تو تجسم کا مطلب کیا ہے۔ میں نے اس سوال کو اپنی کتاب میں تفصیل سے اٹھایا ہے اور ان کے بھاگنے کی ہر امکانی جگہ کا تعاقب کر کے آگے راستہ بند کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر تجسم ہے تو وہ کس شکل میں ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آنکھیں کھول کر اس بات کا دوٹوک فیصلہ ہونا ضروری ہے کہ مسیح میں ماں کی طرف سے آدھے کروموسومز ملے ہیں باقی آدھے کہاں سے آئے ہیں۔ کیا اللہ کی ذات کے اندر کروموسومز تھے یا خدا نے پیدا فرمائے۔ اگر خدا نے پیدا کئے تو وہ مخلوق ہو گیا۔ خدا کا بیچ میں کہاں سے حصہ آیا۔ پھر تجسم والی بات بھی ختم ہو گئی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ مختصرات

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جو شخص میری کتابوں کو تین مرتبہ نہیں پڑھتا اس میں ایک گونا تکبر پایا جاتا ہے۔ ایک شخص جو فارسی اور عربی نہیں جانتا وہ یہ کتب کیسے پڑھ سکتا ہے؟

☆ قرآن مجید کے حروف مقطعات کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے عام طور پر توجیہات نہیں کی گئیں۔ کیا یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہی مقدر تھی کہ آپ اس کے معانی بیان کریں؟

☆ "یسئلونک عن الاھلۃ ○ قل ھی مواقیت للناس والحج" میں کیا مواقیت سے مراد کوئی خاص نظام ہے؟

☆ حضور نے اپنی ایک مجلس سوال و جواب میں خلائی مخلوق کے متعلق سوال کے ضمن میں بتایا تھا کہ ایک احمدی خاتون نے کار چلاتے ہوئے دیکھا کہ کار کے اوپر ساتھ ساتھ ایک اڑن کھٹولے کی طرح گول چیز اڑ رہی تھی۔ جب کار روک کر انہوں نے اور ان کی ساتھیوں نے دیکھا تو وہ چیز Shoot کر کے اوپر چلی گئی۔ وہ کیا چیز تھی؟

☆ بعض دفعہ انسان کو ایسا خیال آتا ہے جو اس نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا۔ کیا دماغ کی Functioning میں External Fectors بھی شامل ہوتے ہیں؟

☆ ایک اسلامی اخبار میں ایک مسلمان کا نام عبدالمعبود آیا ہے۔ کیا یہ نام رکھنا درست ہے؟

☆ شراب جن کھانے والی چیزوں سے بنتی ہے۔ اگر ہم وہ کھانے والی چیزیں کھا لیتے ہیں تو پھر شراب کا پینا کیوں حرام ہے؟

☆ مائیکروچپس (Micro Chips) کے اوپر کافی کام کیا گیا ہے حتیٰ کہ ایک چپ پر سارے علوم آ سکتے ہیں۔ اس طرح گویا اس کو سمیع اور بصیر کی قوتیں دے دی گئی ہیں۔ تو کیا اگلے ہزار سال میں ایسا ہو سکے گا کہ اس میں دیگر اخلاق بھی پیدا کر دیئے جائیں اور نیک و بد کی تمیز بھی پیدا کر دی جائے۔ حتیٰ کہ ہم کہہ سکیں کہ یہ ہمارے جیسا ہو گیا ہے؟

☆ لازمی چندہ عام کی شرح یعنی ۱/۱۶ حضرت مصلح موعودؓ کے وقت میں جماعتی نظام شوریٰ نے تجویز کی تھی اگر اسے Round Figure میں کر دیا جائے تو حساب کتاب آسان ہو سکتا ہے؟

☆ عید کے موقعہ پر چاند نکلنے کے بارہ میں ہر بار مسلمانوں میں بہت اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ آیت کریمہ "ھی مواقیت للناس والحج" کے حوالہ سے اس پر کیا روشنی پڑتی ہے۔

☆ مسلمانوں میں آپس میں اس موضوع پر بحث چلی آئی ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ سوال ہے کہ کیا اس مسئلہ میں کوئی حقیقت ہے یا یہ صرف ایک فلسفیانہ بحث کا منبع ہے۔ جس کا ہماری روحانی زندگی سے کوئی تعلق نہیں؟

☆ کیا انسان کے علم حاصل کرنے کی Limits اور صلاحیتیں Fix ہیں یا یہ زیادہ اور کم بھی ہو سکتی ہیں؟

☆ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی کی تھی؟

☆ جوں جوں عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے وقت تیزی سے گزرتا محسوس ہوتا ہے۔ کیا حضور کا بھی یہی تجربہ ہے؟

(ع - م - ر)

> "اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے اور پھر دعا سے ہم از سر نو زندہ ہوتے ہیں"۔ (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

بقیہ حاصل مطالعہ

اور جو مولوی مسجدوں کے اندر جو اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور جائے امن ہیں اور منبر رسول پاکؐ پر بیٹھ کر قرآن پاک ہاتھ میں لئے ہوئے ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے مسلمانوں میں قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ وہ عام قاتلوں سے بڑھ کر جہنمی اور ملعون ہیں انہیں جتنی بھی سزا دی جائے کم ہے"۔

(نوائے وقت ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء)

—○○—

بسم اللہ کہاں سے ہوتی ہے؟

معروف کالم نگار نذیر ناجی اپنے کالم (مطبوعہ نوائے وقت ۲۷ جولائی ۱۹۹۳ء) میں لکھتے ہیں:

" جنرل ضیاء کے دور میں جو ان کے اقتدار کو چیلنج کرتا، اسے دشمن تصور کر لیا جاتا ...... مذہب کے نام پر سیاست کرنے والی پارٹیاں اس سے بھی آگے نکل جاتی ہیں۔ وہ بسم اللہ ہی مخالفین کو کافر قرار دے کر کرتی ہیں۔

"فلاں مرتد ہے"، "فلاں کافر ہے"، فلاں کا نکاح ٹوٹ گیا"، "فلاں کو مسجد سے نکال دو"، "ان کے ساتھ نماز مت پڑھو"، اور "فلاں کا قتل واجب ہے"۔

—○○—

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

Coming Soon
A Book by Anwar Ahmad Kahlon
Entitled
Mohammad Zafrulla Khan
My Mentor

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

کیڑوں کا بیماریوں سے بچنے کا قدرتی علاج

مختلف قسم کے کیڑے مثلاً آسٹریلیا میں رہنے والی بڑی بڑی چیونٹیاں (Bull Ants) لاکھوں کی تعداد میں اکٹھی رہتی ہیں۔ اسی طرح دیمک کے کیڑے بھی اکٹھے رہتے ہیں لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ہزاروں کی تعداد میں یہ چیونٹیاں بیماری کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائیں۔ سائنس دان اس مشاہدہ سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ضرور یہ چیونٹیاں کوئی ایسا کیمیاوی مادہ پیدا کرتی ہیں جو بکٹیریا کو ہلاک کر دیتا ہے اور انہیں بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

اس بارہ میں سب سے زیادہ تحقیق آسٹریلیا کے Professor Andrew کر رہے ہیں چنانچہ انہوں نے بہت ساری بڑی بڑی چیونٹیوں کو پکڑا اور انتہائی طاقتور خورد بین کے ذریعہ مشاہدہ کیا کہ یہ چیونٹیا ں اپنے اندر سے ایک خاص قسم کا رسیلا مادہ نکالتی ہیں۔ انہوں نے مختلف چیونٹیوں سے یہ مادہ نکالنے کے بعد اپنی لیبارٹری میں مختلف اقسام کے بکٹیریا سے ملایا۔ انہیں یہ جان کر حیرانی ہوئی کہ اکثر اقسام کے بکٹیریا (جو بیماری پھیلانے کا موجب بنتے ہیں) اس سے ہلاک ہو گئے۔ انہوں نے ایسے تجربات مختلف قسم کے دیمک کے کیڑوں پر بھی کئے۔ انہیں یقین ہو گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان حقیر کیڑوں کو مختلف بیماریوں سے بچنے کے لئے حیرت انگیز دفاعی نظام سے مسلح کیا ہے۔ اس مادہ کا کیمیائی تجزیہ کرنے کے بعد وہ ایسے ٹیکے تیار کریں گے جو انسانوں کو بھی لگائے جا سکیں اور اس طرح انہیں مختلف بیماریوں سے بچایا جا سکے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ آسٹریلیا میں رہنے والے قدیم باشندے یعنی Aborignies اپنے انداز میں ان کیڑوں سے علاج میں مدد لیا کرتے تھے۔ جس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ وہ ایک کپڑے سے کچھ کیڑوں کو پکڑ کر مسل دیتے۔ یہ قدرتی مادہ کپڑے کے اوپر لگ جاتا۔ پھر زخم کے اوپر وہ کپڑا باندھ دیا جاتا۔ چنانچہ اس سے زخم مختلف جراثیم سے محفوظ رہ کر قدرتی طور پر ٹھیک ہو جاتا۔

گھاس کاٹنے والی آٹومیٹک مشین

انگلستان میں آج کل موسم گرما کی آمد آمد ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب باغوں میں گھاس بڑھنا اور پھیلنا شروع کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی گھاس کاٹنے والی مشینوں (Lawn Movers) کا استعمال ہفتے میں کم از کم ایک بار باغوں میں شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہاں ہفتہ اور اتوار کی چھٹی ہوتی ہے۔ اس لئے ان دو دنوں میں گھاس کاٹنے کا عمل نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر اتفاق سے بارش شروع ہو جائے (جو کہ اکثر ہوتی رہتی ہے) تو گھاس کاٹنے میں بڑی دقت پیدا ہوتی ہے۔

ایک انجینئر نے اب ایک نئی طرز کی گھاس کاٹنے والی مشین ایجاد کی ہے جو عام بجلی یا ڈیزل کی بجائے سورج کی روشنی سے طاقت حاصل کر کے چلتی ہے۔ دلچسپ چیز یہ ہے کہ اس کے اندر لگا یا ہوا کمپیوٹر راستے میں آئی ہوئی رکاوٹ مثلاً کسی درخت کو بآسانی "پہچان" کر متبادل راستہ ڈھونڈ کر گھاس کاٹتا رہتا ہے۔ چنانچہ کسی بھی دن جب سورج نکلنے کی پیش گوئی ہو آپ اس مشین کو گھاس کاٹنے کی ڈیوٹی سونپ کر اپنے کام پر جا سکتے ہیں۔ شام کو گھر آیئے تو لان نہایت عمدگی سے کٹا ہوا ملے گا۔

اگرچہ یہ ایجاد فی الحال تو گھاس کاٹنے تک ہی محدود ہے لیکن کیا معلوم کہ جلد ایسے ٹریکٹر نکل آئیں جو سورج کی روشنی سے طاقت پا کر کھیتوں میں ہل چلا سکیں۔

آواز سے تیز رفتار ہوائی جہاز

سائنس کی نت نئی ایجادوں مثلاً سیٹلائٹ کے ذریعہ دنیا بہت تیزی سے ایک دوسرے کے قریب آ رہی ہے۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ مہینوں کے فاصلے چند گھنٹوں میں طے ہو جاتے ہیں۔ تاہم آواز سے تیز رفتار سے چلنے والا مسافر بردار جہاز اس وقت Concord ہی ہے جو برطانیہ اور فرانس کی مشترکہ کاوشوں کا نتیجہ ہے اور اس وقت صرف برٹش ائر ویز (British Airways) اور ائر فرانس (Air France) کے پاس چودہ کی تعداد میں موجود ہیں۔ اس کی رفتار تقریباً ۱۳۵۰ میل فی گھنٹہ ہے۔ لندن اور نیویارک کے درمیان کا سفر صرف چار گھنٹے میں طے کرتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ایک جمبو جیٹ تقریباً آٹھ گھنٹے لیتا ہے۔ بعض کاروباری افراد صبح لندن سے نیویارک یا واشنگٹن جاتے ہیں۔ سارا دن وہاں اپنا کام کرتے ہیں اور شام کو واپس لندن لوٹ آتے ہیں۔

کونکورڈ (Concord) کی ایجاد آج سے لگ بھگ بیس سال قبل ہوئی۔ اگرچہ امریکہ کی بڑی بڑی ہوائی جہاز بنانے والی کمپنیوں مثلاً بوئنگ (Boing) اور میکڈانل ڈگلس (McDonnell Douglas) نے کئی جہاز بنائے لیکن آواز سے تیز رفتار جہاز بنانے پر بہت کم توجہ دی۔ اس کی بڑی وجہ تو اقتصادی تھی یعنی آواز سے تیز رفتار جہاز میں نسبتاً کم مسافر سوار ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کونکورڈ میں صرف ۱۰۰ افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے جبکہ ایک جمبو جیٹ میں ۴۵۰ مسافر بیٹھ سکتے ہیں۔ نتیجۃً کونکورڈ کا کرایہ عام جہاز کے کرایوں سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اتنی بڑی رقم ایک عام مسافر کے لئے بہت ہی زیادہ ہے چنانچہ کونکورڈ میں ہی بعض دفعہ پورے مسافر نہیں ہوتے۔

زمانہ اب تیزی سے بدل رہا ہے اور وقت کی اہمیت اور افادیت پہلے سے کئی گنا بڑھ کر سامنے آ رہی ہے۔ اس لئے آج کل جہاز بنانے والی بڑی بڑی کمپنیاں اس بات کی تحقیق کر رہی ہیں کہ ایسے آواز سے تیز رفتار جہاز بنائے جائیں جن میں ۳۰۰ مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کرائے بھی نسبتاً کم ہو جائیں گے۔ جو زیادہ مسافروں کو ان پر سفر کرنے کی ترغیب دیں گے۔ حکومت امریکہ نے تقریباً ۴۰۰ ملین ڈالر کی امداد بعض کمپنیوں کو دی ہے تاکہ ان جہازوں میں استعمال ہونے والی نئی ٹکنالوجی کی تحقیق کر سکیں۔

یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایسے تیز رفتار جہازوں کی تحقیق اور تیاری پر تقریباً ۱۰ بلین ڈالر خرچ آئیں گے۔ یہ رقم اتنی زیادہ ہے کہ کوئی ایک کمپنی اتنے بڑے خرچ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ توقع کی جاتی ہے کہ دنیا کی امیر ترین اقوام مثلاً امریکہ، فرانس، برطانیہ، جاپان وغیرہ کی حکومتیں مشترکہ کوشش سے اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پہلی دہائی تک ایسے جہازوں کی سروس عام ہو جائے گی۔ اس سے سفر کے اوقات میں بہت کمی ہو جائے گی مثلاً لاس اینجلیز سے ٹوکیو کے درمیان پرواز میں چھ گھنٹے کی کمی ہو جائے گی۔

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
19th May 1995 - 1st June 1995

FRIDAY 19TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Japan update
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 18 part 1
1.00	News
1.20	Friday Sermon LIVE
2.35	Nazam
2.40	"Mulaqat" with Urdu speaking friends. 19/5/95
3.45	Nazam
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 20TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile:
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 18 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe: " A visit to Norway " 1st part
2.00	"Mulaqat" with children
3.00	MTA Variety-German Programme.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 21ST MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile:
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 19 part 1
1.00	News
1.20	Around the Globe: " A visit to Norway " 2nd part
2.00	"Mulaqat"
3.00	Letter from London.
3.30	MTA Variety German Programme
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 22ND MAY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile:
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 19 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe: Q/A with Huzoor -Ansar ullah UK. 20th of May 1995 (URDU) 1st part
3.00	MTA Variety-German Programme - New Bangla Ahmadies with Missionary In charge in Germany
3.30	MTA variety:Dilbar mera yehi hai by Ch. Hadi Ali sb.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 23RD MAY

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters:"Health care of Mother and Child" part 2
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 20 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: Q/A with Huzoor -Ansar ullah UK. 20th of May 1995 (URDU) 2nd part
3.00	MTA variety: "ALMAIDAH" Cooking Lesson
3.30	"Zikre-Habib" speech by Maulana Abdul Basit Shahid
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 24TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile:
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 20 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe: Q/A with Khalifatul Massih IV Held in Spain - 13-4-95
3.00	MTA Variety: Interview with Maulana Saeed Ansari sahib
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 25TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson 21 Part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe Q/A with Khalifatul Massih IV Held in Spain 14-4-95
3.00	MTA Variety: Speech "Dawate-Illallah" by Maulana Sultan Muhammad Anwar sb.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

FRIDAY 26TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Japan update
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 21 part 2
1.00	News
1.20	Friday Sermon Repeat "Waqfe - Nau"
2.35	Nazam
2.40	Mulaqat with Huzur 21/5/95 (Lajna Imaillah) part 1
3.45	Nazam
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 27TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile: Profile- The Farmer
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 22 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: " A visit to Canada " 1st part
2.00	"Mulaqat" with Huzur 21/5/95 (Lajna Imaillah) part 2
3.00	MTA Variety-German Programme.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 28TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks:"Food for thought" part 1
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 22 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe: " A visit to Canada " 2nd part
2.00	"Mulaqat"
3.00	Letter from London; by Ameer sb. UK.
3.30	MTA Variety-German Programme
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 29TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile:
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 23 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: "Visit Italy"
2.00	"Mulaqat"
3.00	MTA Variety: "How accepted Ahmadiyyat" Bangla Ahmadi in Germany
3.30	Dilbar mera yehi hai by Ch. Hadi Ali sb.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 30TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters:"Health care of Mother and Child" part 3
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 23 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe : Friday Sermon 1952 by Hadhrat Khalifatul Massih II
3.00	MTA variety: "ALMAIDAH" Cooking Lesson
3.30	MTA variety : Correct pronunciation of Durres-Sameen part 7
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 31ST MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada spesaks: "Meet our friends" part 1
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 24 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: "Visit Qadian" part 1
2.00	"Mulaqat": Opening address of Khalifatul Massih IV Jalsa salana UK 1992
3.45	Nazam Jalsa salana UK 1992
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 1ST JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Medical Matters: "First aid"
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 25 Part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: " Visit Qadian " part 2
2.00	"Mulaqat": Address of Hadhrat Khalifatul Massih IV to Lajna Jalsa salana UK. 1992
3.45	Nazam (Qadian)
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice
We welcome our viewers' comments and suggestions about the quality of the translations of the programme "LearningLanguages with Huzoor"

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

Vol. 2 Friday, May 19, 1995 No. 20

شذرات

(م-ا-ح)

یہ سیاست بھی عجب کھیل ہے جس میں جھوٹ بولنا، کہہ کر مکر جانا اور حقیقت سے انکار کر دینا بھی کچھ روا سمجھا جاتا ہے۔ آج کچھ کہتے ہیں کل کو نہایت بے شرمی سے اس کے الٹ بیان دیتے ہیں۔ روز روشن میں تابناک سورج کے وجود کو ہرچند کہیں کہ ہے، نہیں ہے۔

اب ایک طرف تو پاکستان میں بنیاد پرستی اور فرقہ واریت کی مذمت میں گلے پھاڑ کر واویلا ہو رہا ہے۔ کبھی حکومت کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے اور کبھی غیر ملکی شرپسندوں پر فساد اور دہشت گردی کی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے۔ ملا لوگ اپنے بنیاد پرست ہونے پر فخر کرتے ہیں اور فرقہ وارانہ تنظیمیں ہیں کہ برساتی مینڈکوں کی طرح نمودار ہو رہی ہیں۔ ان کا ٹرانا اپنی جگہ پر ہوشربا ہے۔ دوسری طرف جب وزیر اعظم نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران ان مسائل پر استمداد کا عندیہ دیا ہے تو وہی شور مچانے والے اب بڑے وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ کونسی فرقہ واریت اور کہاں کی بنیاد پرستی، ہم تو نہایت اعتدال پسند، روادار، پرامن اور معقول لوگ ہیں ۔ وزیر اعظم خواہ مخواہ ہم پر الزام تراشی کر رہی ہیں۔ اسی قبیل کے ایک زود نویس کالم نگار مجیب الرحمان شامی نے اپنے تمام سابقہ بیانات سے انحراف کرتے ہوئے اب یہ سناؤنی سنائی ہے:

> " جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے یہاں بنیاد پرستی نام کا کوئی جانور پایا ہی نہیں جاتا ...... پاکستان کا ہر دینی اور سیاسی گروہ قانون کی حاکمیت اور جمہوری عمل پر یقین رکھتا ہے۔ طاقت کے ذریعے انقلاب لانے یا معاشرے کو تہہ و بالا کر دینے کا دعویٰ کرنے والے جنونی یہاں شاید ایک فیصد بھی نہ ہوں " ۔

(جلسہ عام۔ روزنامہ جنگ لندن، یکم اپریل ۱۹۹۵ء)

اسے کہتے ہیں ایڑیوں کے بل پھر جانا۔ اگر یہ اپریل فول نہیں ہے تو پھر مغالطے کی انتہا ضرور ہے۔ گولی کے ذریعہ اسلامی انقلاب لانے والے (مولانا فضل الرحمان، روزنامہ جنگ لندن مورخہ ۲۸ جون ۱۹۹۴ء) اگر جنونی ہیں اور ایک فیصد ہیں پر یہ ایک فیصد وہ ہیں جو ایک بڑی تنظیم کے مذہبی اور سیاسی سربراہ ہیں اور ان کا فرمودہ ان کے جملہ پیروؤں کے لئے واجب التعمیل ہے۔ جب انقلاب لانے کے لئے نکلیں گے تو مولانا خود اپنے دست نازک سے تو بندوق نہیں داغیں گے۔ یہ انہی مقلدین سے چلوائیں گے۔ اور ان کا یہ ارشاد کہ پاکستان کا ہر دینی اور سیاسی جتھہ قانون کی حاکمیت اور جمہوری عمل پر یقین رکھتا ہے وہی تکنیک ہے جو مفسدہ پرداز احراری مقرر اپنے جلسوں میں اختیار کیا کرتے تھے کہ جھوٹ اور افتراء کی تکرار سے سامعین کو احمدیوں کے خلاف مشتعل کرتے جانا اور انہیں احمدیوں پر تشدد کے لئے بھڑکانا مگر ساتھ ہی ساتھ ہر پانچ منٹ کے بعد پولیس کے رپورٹر کی طرف منہ کر کے یہ دہرانا کہ "پرامن رہیں۔ پرامن رہیں" جب ہر طرف آگ لگی ہوئی ہو تو شامی صاحب کتنا بھی کہیں کہ قانون کا حکم اور جمہوری عمل چل رہا ہے، اس ظالمانہ مذاق پر کون یقین کرے گا۔

یہ تو تھی بنیاد پرستی کی حقیقت۔ اب فرقہ واریت کے بارے میں گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین کا یہ تازہ بیان ملاحظہ فرمایئے۔

> "پنجاب سے فرقہ واریت ختم کر دی گئی"
>
> "فرقہ وارانہ تنظیموں کے قائدین چوہوں کی طرح بلوں میں چھپ گئے ہیں" ۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۲۸ مارچ ۱۹۹۵ء)

چلئے انہوں نے اتنا تو تسلیم کیا کہ فرقہ واریت کبھی تھی مگر اب انہوں نے کچھ ایسا چھو منتر کیا ہے کہ وہ بے چاری ختم ہو گئی ہے اور ان کے اس افسوں میں ایسا زور ہے کہ وہ قائدین جو ہزاروں کی گنتی میں سپاہیوں پر کمان کرتے تھے اپنے راکٹ لانچروں سمیت (یہ انہی صاحب کی اطلاع تھی) بلوں میں گھس گئے ہیں۔ اچھا ہوا کہ ایک تکلیف دہ اور رسوا کن بات سے نجات ملی۔ مگر جناب گورنر صاحب نے وہ نسخہ ظاہر کرنا پسند نہیں فرمایا جس سے یہ مزمن مرض دفع ہوا۔ علی بابا کی کنیز مارپہ نے تو چالیس چوروں کا خفیہ کوڈ "سم سم" افادہ عام کے لئے الف لیلہ میں درج کروا دیا تھا۔ اگر چوہدری صاحب قبلہ بھی فرقہ پرست چوہوں کو بھگانے کا ٹوٹکہ بتا جائیں تو آنے والی نسلیں احسانمندی کے بوجھ کے مارے جھک کر ان کے ٹھکانے کے سامنے سے گزریں گی اور اس صدقہ جاریہ کے عوض انہیں اور ان کے بچوں کو جو دعائیں ملتی رہیں گی سو الگ ۔ کر بھلا سو بھلا۔ انت بھلے کا بھلا۔

واقفین نو کے والدین کے لئے

ضروری اعلان

تمام ایسے احباب جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف نو کے تحت وقف کیا ہوا ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر وقف نو کا فارم پر کرنے کے بعد ان کا پتہ تبدیل ہو گیا ہو تو فوری طور پر شعبہ وقف نو مرکزیہ (لندن) کو اطلاع بھجوائیں۔ اطلاع دیتے وقت "حوالہ نمبر وقف نو" ضرور تحریر کریں تاکہ ریکارڈ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ مرکزی ریکارڈ میں اندراج مکمل ہونا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر مکمل پتہ ضرور درج ہونا چاہئے اور جب بھی پتہ تبدیل ہو اس کی اطلاع ضرور دی جانی چاہئے۔

اطلاع بھجوانے کا پتہ:

Incharge Waqfe Nau, (Central)
16 Gressenhall Road
London SW18 5QL
United Kingdom

(انچارج تحریک وقف نو۔ مرکزیہ)

(لندن)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

دنیا میں یہودیوں کی تعداد

[یروشلم] عبران یونیورسٹی کے اسرائیلی ماہر کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں یہودیوں کی کل آبادی ایک کروڑ ۳۰ لاکھ ہے جن میں سے امریکہ میں ۵۶ لاکھ اور اسرائیل میں ۴۴ لاکھ یہودی آباد ہیں جبکہ فرانس میں یہودیوں کی آبادی ۵ لاکھ ۳۰ ہزار، روس میں ۴ لاکھ ۱۰ ہزار، کینیڈا میں ۳ لاکھ ۵۰ ہزار اور برطانیہ میں ۳ لاکھ ہے۔

روس کے علاوہ دیگر سابق روس کی ریاستوں میں یہودیوں کی تعداد ساڑھے سات لاکھ ہے۔

—○○—

ایران میں بذریعہ فون قرآن کریم سنانے کا انتظام

[ایران] حال ہی میں ایک پروگرام "ندائے قرآن" شروع کیا گیا ہے جس کے تحت اگر مطلوبہ ڈائل گھمائیں تو فون پر آپ سے سوال پوچھا جائے گا کہ کس سورۃ کی تلاوت چاہئے اور جب آپ سورۃ کا نمبر بتائیں گے تو آپ کو مطلوبہ سورت کا نام اور اس کی آیات کی تعداد بتائی جائے گی۔ اگر آپ کو کسی خاص آیت کی تلاوت چاہئے تو ٹیلیفون پر وہ آیت اور اس کے بعد کی چند آیات سنائی جائیں گی۔ اگر آپ سورۃ کا نمبر یا آیت کا نمبر نہ بتائیں تو بھی سسٹم خود کار طریق سے کسی سورۃ میں سے چند آیات کی تلاوت آپ کو سنا دے گا۔

—○○—

پاکستان میں ناخواندگی کی شرح

[پاکستان] تعلیم کے میدان میں پاکستان بحیثیت مجموعی مہذب دنیا میں ۱۱۷ ویں نمبر پر آتا ہے۔ ملک میں ہر سال ۴۰ لاکھ بچے اسکول سے محروم رہتے ہیں۔

۱۹۹۴ء کے اعداد و شمار کے مطابق ملک کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں بچوں کی کل آبادی کا ۴۵ فیصد بچے جو پرائمری سکول میں تعلیم پاتے ہیں ان میں سے بھی ۷۰ فیصد سے زیادہ لڑکیاں اور ۵۰ فیصد سے زائد لڑکے پرائمری تعلیم مکمل نہیں کر پاتے۔

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ۸۰ لاکھ بچے محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے خاندان کا پیٹ پالتے ہیں۔

—○○—

ہر تین گھنٹے بعد ایک عورت کی عزت لٹتی ہے

[پاکستان] ہیومن رائٹس کمیشن کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں تقریباً ہر تین گھنٹے کے بعد ایک عورت کی عزت لوٹ لی جاتی ہے۔

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ملک میں طلاق کی شرح میں بھی خاصا اضافہ ہوا ہے۔ صرف شہر لاہور میں گزشتہ سال کے دوران پانچ ہزار سے زائد طلاقیں ہوئیں۔ جسم فروشی ایک بڑے کاروبار کی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ ایک سروے کے مطابق لاہور شہر میں ۱۲۰۰ سے زائد قحبہ خانوں میں تین ہزار سے زائد طوائفیں اس کاروبار سے منسلک ہیں۔

—○○—

بکرا دودھ دینے لگا

[فلسطین] اخبار ویک اینڈ وطن کی ۱۷ فروری کی اشاعت کے مطابق ایک فلسطینی چرواہے عبدالغافر کا ایک بکرا دودھ دینے لگا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس بکرے کا دودھ حاصل کرنے کے لئے لوگوں کی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں۔ اور دودھ کا ایک گلاس ۳۳ ڈالر میں فروخت ہو رہا ہے۔ ایک عربی اخبار کی خبر کے مطابق جانور مکمل طور پر بکرا ہے لیکن وہ دن میں دو گلاس دودھ بھی دے رہا ہے جو انتہائی تعجب انگیز واقعہ ہے۔

یاد رہے کہ اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ظاہر ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعے کا ذکر اپنی کتاب "سرمہ چشم آریہ" میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

> "کچھ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔ جب اس کا شہر میں بہت چرچا پھیلا تو میکالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کو بھی اطلاع ہوئی تو انہوں نے یہ عجیب امر قانون قدرت کے برخلاف سمجھ کر وہ بکرا اپنے روبرو منگوایا۔ چنانچہ وہ بکرا جب ان کے روبرو دوہا گیا تو شاید قریب ڈیڑھ سیر دودھ اس نے دیا۔ اور پھر وہ بکرا بحکم ڈپٹی کمشنر عجائب خانہ لاہور میں بھیجا گیا" ۔

—○○—

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad